COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

اژدہا اور عیار پجاری

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت : ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

بار اول

ناشر: مکتبہ اقرا ۱۰۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

ناگ عنبر ماریا کی واپسی کا سفر اپنے عروج اور آخری منزل کی طرف پورے زور شور اور قدم قدم پر حیران کر دینے والے انوکھے سنسنی خیز واقعات کے ساتھ جاری ہے۔ ماریا کو آگ کی دیوی کے روپ میں لانے کے بعد مکاہ پروہت شارکش آتش کدے (مندر) کے شعلوں میں اترنے کا حکم دیتا ہے۔ ماریا شعلوں میں اتر جاتی ہے مندر میں سناٹا چھا جاتا ہے۔ ہر کوئی اپنا سانس روک لیتا ہے بادشاہ اور ملکہ بھی اپنی جگہ پر ساکت بیٹھے اپنا سانس روک لیتا کیا ماریا آگ کے شعلوں میں سے زندہ بچ کر بھڑکتے الاؤ کی دوسری طرف نکل آسکے گی؟

اس کے بعد کیا ہوا؟

یہ آپ جب ورق الٹ کر پڑھنا شروع کریں گے تو آپ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔

آپ کا انکل

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب:

- ماریا بھڑکتے شعلوں میں اُتر گئی
- اژدہا اور عیار پجاری
- ناگ کی طاقت چھن گئی
- پتھر کی زندہ ماریا
- کالا چہرہ سُرخ آنکھیں
- تختِ سلیمان کی چڑیل

ماریا بھڑکتے شعلوں میں اُتر گئی

ماریا مندر کے بڑے ہال کمرے میں داخل ہوئی

آتش پرستوں کے اس شاہی آتش کدے کے استھان کے آگے بہت بڑے گڑھے میں آگ کا الاؤ روشن تھا بڑے بڑے شعلے اوپر اٹھ رہے تھے کچھ فاصلے پر الاؤ کے اردگرد مندر کے پجاری دیو داسیاں اور ایک جانب شاہی تخت پر فارس کا شہنشاہ سائرس اپنی ملکہ کے ساتھ بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ درباری اور وزیر بھی تھے۔ غلام کنیزیں پیچھے مورچھل ہلا رہی تھیں۔ سب کی نظریں ماریا پر تھیں۔ وہ آگ کی دیوی کے شاہانہ لباس میں بڑی خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے بال شانوں پر لٹک رہے تھے۔ شارکش پروہت اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اور جدھر ماریا کو اشارہ کرتا تھا ادھر ہی وہ مڑ جاتی تھی۔ بادشاہ اور ملکہ بھی ماریا یعنی آگ کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے حسن سے بے حد متاثر ہوئے تھے۔ بادشاہ نے جھک کر ملکہ سے کہا۔

"ملکہ اس میں شک نہیں کہ یہ سچ مچ دیوی ہے" شاہی پروہت پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اس کا ساتھی پروہت ٹھاشش بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ پروہت شارکش کے دشمنوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ وہ سب اس انتظار میں تھے کہ کب آگ کی دیوی آگ کے شعلوں میں سے گزرے اور جل کر راکھ ہو جائے۔ ان سبوں کو یقین تھا کہ یہ عورت کوئی کنیز ہے۔ اور پروہت شارکش اسے پکڑ لایا ہے اور اس کے جسم پر کوئی ایسی دوائی مل دی ہے جس پر آگ اثر نہیں کرتی۔ مگر بھلا اتنی خوفناک اور بھڑکتی ہوئی جہنمی آگ سے یہ عورت کیسے بچ سکتی تھی؟ اس آگ میں تو لوہا بھی ڈالا جاتے تو وہ پگھل کر پانی بن جاتے۔ یہ سبھی دشمن لوگ ماریا کے جل کر بھسم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑا تھوڑا شک پروہت شارکش کے دل میں تھا۔ اور وہ اندر ہی اندر اس بات سے خوف زدہ تھا کہ کہیں آگ کی دیوی یعنی اس کی غلام غیبی عورت ماریا کو آگ لگ گئی تو کیا ہوگا؟ اس کی بے عزتی جو ہوگی سو ہوگی۔ لیکن بادشاہ اسی وقت اس کی گردن اتار دے گا۔ پھر بھی اس کو غیبی عورت ماریا کے بارے میں یقین سا تھا کہ اس پر آگ اثر نہیں کرے گی

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جو عورت یا مرد غائب ہو اگر وہ جسمانی شکل میں آ بھی جائے تو اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔

اس خونی ڈرامے کا انجام کیا ہونے والا تھا؟

پروہت شارکش خفیہ منتر کے خاموش اشاروں سے ماریا کو حکم دے رہا تھا۔ ماریا آگ کی دیوی کے روپ میں بڑی شان سے چلتی ہوئی شہنشاہ کے تخت کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی اس نے جلال بھری آنکھیں اٹھا کر بادشاہ کی طرف دیکھا بادشاہ پر ماریا کی آنکھوں کا رعب سا چھانے لگا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"آگ کی مقدس دیوی کی فتح ہو۔ رعایا تمہارے آگ میں سے گزرنے کے انتظار میں ہے۔"

شاہی پروہت شارکش نے خفیہ اشارے سے ماریا کو ایک جملہ کہا۔ ماریا اب پوری طرح سے آگ کی دیوی کے روپ میں ظاہر ہو چکی تھی وہ بالکل ایک کٹھ پتلی بن گئی تھی۔ جس کی ڈوریاں پروہت شارکش کے ہاتھوں میں تھی۔ جو وہ خفیہ زبان میں کہتا وہ کہہ دیتی ماریا نے بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں مقدس آگ کی عظیم دیوی ہوں آگ کے شعلے میرے بچے مجھے بلا رہے ہیں۔"

اور ماریا یعنی آگ کی دیوی نے آگ کے بھڑکتے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ مندر میں سناٹا چھا گیا۔ پجاریوں دیوداسیوں، بادشاہ، ملکہ اور وزیروں نے اپنے سانس روک لئے۔ پروہت شارکش کا دل بھی شک کی وجہ سے دھڑک رہا تھا ماریا آگ کے الاؤ کے قریب جا کر رک گئی۔ یہ الاؤ ایک جگہ زمین کھود کر اس طرح بنایا گیا تھا کہ آگ کے شعلوں کے درمیان پتھر کا ایک راستہ گذر کر الاؤ کے دوسرے کنارے تک جاتا تھا جلتے شعلوں میں یہ راستے کے پتھر انگاروں کی طرح دہک کر سرخ ہو رہے تھے۔

ماریا آگ کے الاؤ سے دس فٹ کے فاصلے پر تھی مگر آگ کی تپش بالکل محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ پروہت شارکش اس سے بیس قدم پیچھے تھا۔ وہ آگ کے اتنے قریب نہیں آ سکتا تھا۔ بادشاہ سے لے کر پجاریوں تک مندر میں ہر کوئی آگ کی دیوی ماریا کو کھلی حیران آنکھوں سے تک رہا تھا۔ پروہت شارکش بادشاہ کے اعلان کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر بادشاہ سائرس کی آواز بلند ہوئی۔

"آگ کی دیوی کی فتح ہو"

اس کے ساتھ ہی پروہت شارکش نے ماریا کو آگ میں داخل ہونے کا خفیہ اشارہ کر دیا۔ اور سب کی آنکھوں کے سامنے ماریا آگ کی دیوی کے روپ میں آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں الاؤ اتر گئی۔ لوگوں کے منہ سے ایک حیرت کی آواز سی نکلی

اور مندر میں گہری خاموشی چھا گئی۔ ہر کسی کا دل دھڑک رہا تھا شارکش پر بھی گھبراہٹ طاری تھی کہ اگر آگ کی دیوی شعلوں میں سے گذر کر الاؤ کے دوسرے کنارے سے باہر نہ نکلی تو بادشاہ اس کی گردن کاٹ دے گا۔ ماریا آگ کے شعلوں میں سے بڑے سکون کے ساتھ گذرتی چلی جا رہی تھی۔ سرخ انگارہ بنے پتھروں پر وہ یوں پاؤں رکھ رہی تھی جیسے وہ ٹھنڈے نٹ پاتھ کے پتھر ہوں۔ بلند ہوتے لہراتے شور مچاتے شعلے اس کے جسم کے ساتھ لپٹ لپٹ کر اوپر اٹھ رہے تھے۔ مگر ماریا کے جسم کا ایک بال بھی نہیں جل رہا تھا۔ اسے ذرا سی بھی گرمی اور تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

اور پھر جب سب لوگوں کی نظروں کے سامنے ماریا بھڑکتی آگ کے شعلوں میں سے نکل کر الاؤ کے دوسرے کنارے پر پہنچی تو مندر نعروں کی آواز سے گونج اٹھا۔ بادشاہ تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے بولا۔

"آگ کی دیوی نے مقدس آگ پر فتح پا لی ہے۔"

پروہت شارکش کا چہرہ کامیابی اور خوشی سے چمک اٹھا۔ اس کے دشمنوں کے دل بیٹھ گئے۔ پروہت طہاش بھی خوشی سے جھوم اٹھا۔ شارکش نے ماریا کو استھان پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آگ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیوی ماریا پر آگ کا کوئی بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ جیسی وہ آگ میں اتری تھی ویسی کی ویسی تر و تازہ اور شگفتہ آگ سے باہر نکل آئی تھی۔ اس نے تمام لوگوں پر ایک پر وقار نگاہ ڈالی اور استھان پر بیٹھ گئی۔ دیو داسیوں اور پجاریوں نے بھجن گانے شروع کر دیئے۔ پروہت شارکش کو بادشاہ نے اپنے پاس بلا کر کہا۔

"شاہی پروہت شارکش! تم نے آگ کی دیوی کو ہمارے مقدس آتش کدے میں واپس لا کر رعایا کے مردہ دلوں کو پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ ہم تمہارے اس کارنامے پر بے حد خوش ہیں۔ تم آج رات ہمارے محل میں آؤ ہم تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں۔"

شاہی پروہت نے جھک کر بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اسے شاہی پروہت کے عہدے سے کوئی نہیں اتار سکتا تھا۔ دشمن منہ دیکھتے رہ گئے تھے اور اب بادشاہ اسے انعام بھی دینے والا تھا۔ بادشاہ اپنی ملکہ اور وزیروں کے ساتھ آگ کی دیوی کی پوجا کرنے کے بعد رخصت ہو گیا۔ دیو داسیاں اور پجاری بھی اپنے اپنے حجروں میں چلے گئے۔ مندر میں آگ کی دیوی ماریا، شاہی پروہت شارکش اور اس کا ساتھی پروہت طہماش ہی تھے۔ ماریا اپنے استھان

یعنی چاندی کے چبوترے پر آنکھیں بند کئے دیویوں کی طرح خاموش بیٹھی تھی۔ کیونکہ شارکش پروہت نے اسے اٹھنے کی کوئی ہدایت نہیں کی تھی۔ شارکش اپنے ساتھی اور دوست طہماش کو ایک طرف لے گیا اور مندر کے ستون کے پیچھے آ کر بولا۔

"بادشاہ سلامت نے مجھے آج رات شاہی محل میں بلایا ہے۔ وہ مجھے کوئی انعام دینا چاہتا ہے۔"

پروہت طہماش بولا۔

"اس سے بڑھ کر تمہاری خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود بادشاہ تمہیں شاہی محل میں بلا کر انعام دینا چاہتا ہے اگرچہ تم نے آگ کی دیوی کو اپنے منتروں کی مدد سے آگ میں سے زندہ سلامت گزار کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے لیکن بادشاہ کا انعام بھی کچھ کم نہیں ہو گا۔"

پروہت شارکش نے آنکھیں سکیڑ کر اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"کیا خیال ہے تمہارا طہماش! بادشاہ مجھے کیا انعام دے گا؟"

پروہت طہماش بولا۔

"آگ کی دیوی کے مندر میں نہ ہونے سے رعایا بددل ہو گئی تھی اور بادشاہ کے خلاف ہو رہی تھی۔ تم نے آگ کی دیوی کو واپس لا کر بادشاہ کی سلطنت کو پھر سے قائم کیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ نے اگر تم سے کہا کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو کوئی بہت بڑی چیز مانگنا۔ یونہی کوئی جاگیر یا سونے کی اشرفیوں کے دو چار صندوق نہ مانگ لینا۔"

شاہی پروہت کی آنکھیں مکاری سے چمکنے لگی تھیں۔ اس نے اپنے دوست کی اس بات پر عیاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کچی گولیاں نہیں کھیلا۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے بادشاہ کی تباہ ہوتی ہوئی سلطنت کو بچا لیا ہے۔ میں اسے کہوں گا کہ مجھے وزیر خزانہ بنا دیا جائے۔ اس طرح سے ہم بادشاہ کا سارا خزانہ آہستہ آہستہ محل سے نکال کر دریا پار کوہ بے ستون کے خفیہ غار میں جمع کرتے رہیں گے اور پھر موقع پا کر وہاں سے اسے نکال کر کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں گے اور شاندار محل بنا کر بادشاہوں کی سی زندگی بسر کریں گے۔"

پروہت طہماش نے کہا۔

"اگر خزانہ خالی ہو گیا تو بادشاہ کو پتہ نہیں چلے گا؟ اور اگر بادشاہ کو پتہ چل گیا کہ تم سارا خزانہ نکال کر لے گئے ہو تو وہ تمہیں کبھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

پروہت شارکش کے ہونٹوں پر مکارانہ ہنسی نمودار ہوئی کہنے لگا۔

"اتنا بیوقوف نہیں ہوں۔ میں خزانے کے اصل ہیرے

جواہرات، لعل و عقیق اور سونے کی اشرفیوں کی جگہ نقلی ہیرے جواہرات اور تانبے کی اشرفیوں پر سونے کا پانی پھیر کر صندوق بھر کر رکھ دوں گا۔

پروہت طہماش خوش ہو کر بولا۔

"آگ کی مقدس دیوی ہمارے ساتھ ہے اگر ہم اس سازش میں کامیاب ہو گئے تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔ ہم کسی بھی دوسرے ملک میں جا کر بادشاہوں کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کر سکیں گے

"آگ کی مقدس دیوی! ہمارے بہت کام آئے گی۔ وہ غائب ہو جاتی ہے۔ خزانہ شاہی محل سے کوہ بے ستون کے غار میں لے جانے میں وہ ہماری مدد کرے گی۔"

پروہت طہماش تو خوشی سے جھوم اٹھا۔ بولا۔

"شارکش! تم نے کمال کی ترکیب سوچی ہے۔ بس اب جلدی سے تیار ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اور اپنی خواہش کا اظہار کر دو۔ مجھے یقین ہے کہ بادشاہ انکار نہیں کرے گا۔ وہ تمہیں وزیر خزانہ ضرور بنا دے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم مندر کے شاہی پروہت بھی ہو اور لوگوں کو تم پر بھروسہ ہے ـــــ اور مندر میں لاکھوں اشرفیاں روز کی آمدنی ہوتی ہے اور یہ ساری دولت بادشاہ کو مل جائے گی۔

پروہت شارکش ہنس کر بولا۔

"اور آخر میں یہ دولت شاہی خزانے سمیت ہمارے قبضے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آ جائے گی۔

دونوں مکار دوست قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔ آگ کی دیوی ماریا اسی طرح آنکھیں بند کئے اپنے استھان پر بیٹھی تھی۔

جب رات ہوئی تو پروہت شارکش شاہی لبادہ پہن کر بادشاہ کے محل میں آ گیا۔ بادشاہ نے اسے اپنے کمرہ خاص میں بلوا لیا۔ بادشاہ سائرس بہت خوش تھا۔ کیونکہ اس کی رعایا جو اس سے بددل ہو گئی تھی اب ایک بار پھر اس کی وفادار بن گئی تھی اور بغاوت کے خطرے کے بادل دور ہٹ گئے تھے بادشاہ سائرس نے پروہت شارکش کی بڑی آؤ بھگت کی اور پوچھا۔

"شارکش! ہم تمہیں انعام دینا چاہتا ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تم خود ہم سے کوئی انعام مانگو"

مکار پروہت اسی موقع کے انتظار میں تھا۔ بولا

"شہنشاہ اعظم! میں جو مانگوں گا۔ مجھے مل جائے گا؟

بادشاہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ہم ملک فارس کے بادشاہ ہیں۔ ہمارا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ تم بتیس دانتوں سے جو مانگو گے ہم تمہیں عطا کریں گے۔ بولا۔ تمہیں کیا چاہیئے؟

شارکش نے کہا" مجھے وزیر خزانہ بنا دیجئے"؟

شہنشاہ سائرس ایک سیکنڈ کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ شاہی پروہت کو وزیر خزانہ بنا دینے کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ مندر کی لاکھوں کی آمدنی کا بھی بادشاہ مالک بن جائے گا۔ ابھی تک تو یہ آمدنی مندر پر ہی خرچ کی جاتی تھی۔ لیکن وزیر خزانہ بن جانے کے بعد بادشاہ پروہت شارکش سے کہہ سکے گا کہ شاہی خزانہ میں کمی آ گئی ہے۔ اس لئے مندر کی آمدنی بھی اس میں شامل کر دی جائے۔ بادشاہ نے بھی اپنی طرف سے بھی بڑی عیاری سے بولا۔

"ہمیں منظور ہے شارکش! ہم آج ہی سے تمہیں اپنا وزیر خزانہ بناتے ہیں۔ مگر ایک بات ہے۔"

"وہ کیا بادشاہ سلامت؟" شارکش نے پوچھا۔

بادشاہ نے کہا "تم جانتے ہو کہ ہمارے ملک پر جب باہر سے حملہ ہوتا ہے تو جنگی اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور خزانے میں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم مندر کی دولت نہیں لے سکتے۔ کیونکہ لوگ پسند نہیں کرتے کہ مندر میں جمع کی ہوئی رقم شاہی خزانے میں جائے۔ اگر تمہیں وزیر خزانہ بنا دیا جائے تو کیا دشمن کی چڑھائی کی صورت میں تم مندر کے خزانے کو شاہی خزانے میں جمع کرا سکو گے؟

شارکش کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ آخر دونوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک دن اسی کے پاس آئے تھے اس نے جھٹ کہا۔

"میں ضرور ایسا کر سکوں گا"

بادشاہ خوش ہو کر بولا۔

"تو پھر تم آج سے ہمارے خزانے کے وزیر ہو اور شاہی خزانہ تمہاری نگرانی میں دیا جاتا ہے۔"

"میں شہنشاہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"

شارکش آداب بجا کر واپس اپنے ساتھی طہماش کے پاس آیا اور اسے خوش خبری سنائی کہ بادشاہ نے اسے وزیر خزانہ بنا دیا گیا ہے۔ دونوں بڑے خوش ہوئے۔ اب انہوں نے اصلی خزانے کے جواہرات کی جگہ نقلی ہیرے جواہرات اور جعلی اشرفیاں حاصل کرنے کی ترکیبیں سوچنی شروع کر دیں۔ مکار شارکش نے اپنے دوست طہماش کو مصر میں بھیجا۔ وہ وہاں سے نقلی ہیرے جواہرات اور تانبے کی اشرفیوں پر سونے کا پانی پھروا کر بوریاں بھر کر رات کے اندھیرے میں لے آیا۔ شارکش پروہت اب وزیر خزانہ بن چکا تھا۔ اس نے بڑی ہوشیاری سے یہ ساری نقلی اشرفیاں اور بناوٹی ہیرے جواہرات تھوڑا تھوڑا کر کے شاہی خزانہ کے صندوقوں میں بھروا کر اصلی ہیرے جواہرات بوریوں میں بھر کر الگ رکھوا لئے اب

اس خزانے کو شاہی محل سے باہر لا کر کوہ بے ستون کے خفیہ غار کے ٹھکانے پر پہنچانا تھا۔

اس کام کے لئے آگ کی دیوی ماریا کی مدد کی ضرورت تھی۔

ماریا آگ کی دیوی کے روپ میں آتش کدے کے استھان پر آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کئے بیٹھی رہتی تھی۔ پجاری اور دیوداسیاں اس کے آگے بھجن گا کر رقص کرتیں اور آگ کی پوجا کرتیں۔ اس کے سامنے آگ کا الاؤ بھڑکتا رہتا۔ جس میں پجاری پوجا کرتے وقت لوبان اور عطریات اور خوشبوئیں ڈالتے جاتے تھے۔ ماریا اپنے آپ وہاں سے نہیں اٹھ سکتی تھی۔ اس کے لئے پروہت شارکش کی طرف سے خفیہ اشاروں کا ملنا ضروری تھا۔ جب شاہی خزانے میں اصلی ہیرے جواہرات کی جگہ نقلی جواہرات رکھ دیئے گئے اور اصلی خزانے کو بوریوں میں بھر کر الگ کر دیا گیا تو ایک رات پروگرام کے مطابق پروہت طہماش

دو اونٹ لے کر شاہی محل کی دیوار کے نیچے اندھیرے میں کھڑا ہو گیا۔

پروہت اور وزیر خزانہ شارکش نے جب دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مندر میں سوائے آگ کی دیوی ماریا کے دوسرا کوئی نہیں ہے تو اس نے خفیہ منتر پڑھ کر ماریا کو ہدایت کی کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسی کے پاس آئے۔ ماریا کٹھ پتلی کی طرح اٹھی اور قدم قدم چلتی اپنے مالک شارکش کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ شارکش نے ماریا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

آگ کی دیوی! تم میرے قبضے میں ہو۔ جو میں کہوں گا تمہیں وہی کرنا ہو گا۔ میں تمہیں تمہاری اصلی حالت میں لا کر غائب کر رہا ہوں۔ تم غائب ہونے کے بعد محل کے شاہی خزانے والے کمرے میں جاؤ گی۔ وہاں دیوار کے ساتھ ساتھ اصلی جواہرات کے دس بورے پڑے ہیں۔ تم ایک ایک کر کے وہ بورے اٹھا کر محل کی دیوار کے پیچھے لے جاؤ گی۔ وہاں میرا ساتھی اونٹ لئے کھڑا ہے تم یہ شاہی خزانہ ان اونٹوں پر لاد کر واپس اسی جگہ استھان پر آ کر بیٹھ جاؤ گی۔ کیا تم تیار ہو؟

ماریا نے سر ہلا کر کہا۔

"میں تیار ہوں میرے مالک"

پروہت شارکش نے آنکھیں بند کر کے منتر پڑھے اور پھر ماریا پر زور سے پھونک ماری ماریہ اسی وقت غائب ہو گئی۔ مگر وہ غائب حالت میں بھی پروہت شارکش کو نظر آ رہی تھی۔ اس نے ماریا سے کہا۔

آگ کی دیوی! اب جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کر۔"

ماریا شاہی محل کے اس حصے کی طرف چل پڑی جدھر شاہی خزانہ تھا۔ پروہت شارکش سیڑھیاں چڑھ کر محل کی تیسری منزل پر آ گیا اور رات کے اندھیرے میں ایک بارہ دری میں بیٹھ کر نیچے دیکھنے لگا۔ نیچے اسے اندھیرے میں پروہت طہماش اور دونوں اونٹ دکھائی دے رہے تھے اس نے منہ سے الو کی آواز تین بار نکال کر اپنے ساتھی طہماش کو کہا کہ خزانہ آ رہا ہے۔ طہماش نے بھی تین بار الو کی آواز نکال کر جواب دیا کہ میں تیار ہوں۔

ماریا غیبی حالت میں آگ کی دیوی کے روپ میں شاہی خزانے کے بند دروازے میں سے گزر گئی۔ اس نے دیکھا کہ خزانے کے صندوق ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ اصلی ہیرے جواہرات کے دس بورے پڑے تھے۔ ماریا نے دو بورے اٹھا لئے۔ بورے اس کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہو گئے۔

مکار پروہت شارکش بارہ دری میں بیٹھا بے تابی سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے آگ کی دیوی کو دیکھا کہ اصلی جواہرات کے بورے اٹھائے چلی آ رہی ہے۔ اس نے دونوں بورے اونٹ کے اوپر رکھے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس چلی گئی جواہرات کے بورے اونٹ پر رکھنے کے بعد پروہت طہماش کو نظر آنے لگے وہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے الو کی آواز نکال کر شارکش سے کہا کہ خزانے کے دو بورے آگئے ہیں۔ شارکش نے بھی الو کی آواز نکال کر جواب دیا کہ باقی بورے بھی آرہے ہیں آگ کی دیوی ماریا نے باری باری سارا خزانہ لاکر دونوں اونٹوں پر لاد دیا۔ اب شاہی خزانے کے صندوقوں میں سارے کے سارے نقلی ہیرے جواہرات ہی رہ گئے تھے۔ اصلی خزانہ اونٹوں پر لادا جاچکا تھا۔ شارکش نے الو کی آواز نکال کر اپنے ساتھی طہماش سے کہا کہ وہ اونٹوں کو لے کر دریا پار کوہ بے ستون کی خفیہ غار میں خزانہ چھپا دے۔ پروہت طہماش اونٹوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں دریا کی طرف چل دیا۔

پروہت شارکش اپنی اس کامیابی پر بہت خوش تھا اس نے آگ کی دیوی ماریا کو خفیہ اشاروں سے ہدایت کی کہ وہ واپس آگ کے الاؤ کے پاس اپنے استھان پر واپس آکر بیٹھ جائے۔ آگ کی دیوی ماریا نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت تک وہ کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔ پروہت شارکش تیزی سے مندر میں آیا اور اس نے خفیہ منتر پڑھ کر ماریا پر پھونک ماری تو وہ پھر سے نظر آنے لگی۔

پروہت شارکش اپنے محل کی خوابگاہ میں آگیا۔ ادھر اس کا لالچی اور عیار دوست پروہت طہماش اونٹوں پر لدے ہوئے شاہی خزانے کو لے کر دریا پار کر کے سنسان اور ویران وادی میں کوہ بے ستون کے خفیہ غار کے منہ پر پہنچ گیا۔ غار کا دروازہ پہاڑ کی بڑی بڑی دیواروں کی اوٹ میں کچھ اس طرح سے چھپا ہوا تھا کہ جس کو پہلے سے پتہ نہ ہو وہ اس دروازے تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پروہت طہماش اونٹوں کو لے کر پہاڑ کی دیواروں کے پیچ سے ہوتا ہوا غار میں داخل ہو گیا اس نے غار کے اندر ایک پوشیدہ جگہ پر خزانے کے دس بورے اتار کر بڑے بڑے گڑھوں میں پھینک کر ان کو اوپر سے پتھروں سے چھپا دیا اور اونٹوں کو غار کے باہر لاکر وادی میں چھوڑ دیا تاکہ وہ بھاگ جائیں اور وہاں زمین پر اونٹوں کے پاؤں کے جتنے نشان پڑے تھے انہیں مٹا دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ چادر اوڑھ کر خاموشی سے اندھیری رات میں واپس آتش کدے کی طرف چل پڑا۔

صبح کو مندر میں آگ کی پوجا کرتے ہوئے پروہت شارکش اور طہماش کی ملاقات ہوئی تو اس۔۔۔ شارکش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو خوش خبری سنائی کہ خزانہ محفوظ جگہ پہ چھپا دیا گیا۔ یہ بہت بڑا کارنامہ تھا جو انہوں نے آگ کی دیوی کی مدد سے بڑی کامیابی سے سرانجام دیا تھا۔ وہ بے حد خوش تھے۔ اب مناسب موقع پاکر انہیں یہ خزانہ وہاں سے نکال کر اس ملک سے فرار ہو کر کسی دوسرے ملک کی طرف چلے جانا تھا۔ انہوں نے آپس میں مل کر طے کیا کہ تین دن کے بعد جب آدھی رات کو بھی چاند نہیں نکلے گا اور رات گہری تاریک ہوگی وہ خزانہ لے کر ملک فارس سے نکل جائینگے

ایک دن گذر گیا۔ دوسرے دن ایسا اتفاق ہوا کہ بادشاہ سائرس کو کسی ضرورت کی وجہ سے شاہی خزانے میں جانا پڑ گیا۔ شاہی پروہت اور وزیر خزانہ اس کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اس وقت بادشاہ کے ساتھ اس کا وفادار وزیر خاص تھا۔ بادشاہ سائرس نے شاہی خزانے کا ایک صندوق کھلوا کر جب ہیرے جواہرات کو دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ خزانے کے جواہرات نقلی تھے سارے صندوق کھلوا دیئے گئے۔ سب صندوقوں میں نقلی ہیرے جواہرات اور تانبے کی اشرفیاں بھری ہوئی تھیں۔ بادشاہ اور وزیر خاص حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ خزانہ کسی نے چرا کر وہاں نقلی خزانہ رکھ دیا تھا۔ بادشاہ کا رنگ

زرد پڑ گیا۔ کیونکہ کسی ملک کے خزانے کا ختم ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس نے وزیر خاص سے کہا۔

"یہ کسی گھر کے بھیدی کا کام لگتا ہے۔"

وزیر خاص نے کہا "حضور عالی! اس شاہی خزانے کے کمرے میں آپ داخل ہو سکتے ہیں یا وزیر خزانہ شارکش داخل ہوتا ہے۔"

بادشاہ سائرس سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔

"تمہارے خیال میں یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟"

وزیر خاص نے کہا "اس سلسلے میں مناسب لگتا ہے کہ وزیر خزانہ سے پوچھ گچھ کی جائے۔"

بادشاہ سائرس نے کہا۔ "وزیر خزانہ کو فوراً میری خواب گاہ میں حاضر کیا جائے۔"

بادشاہ خزانے کے دروازے کو بند کر کے بے چینی سے قدم اٹھاتا اپنی خواب گاہ کی طرف چلا گیا۔ وزیر خاص نے ایک اہل کار کو یہ پیغام دے کر پروہت اور وزیر خزانہ شارکش کی طرف روانہ کیا کہ بادشاہ سلامت اپنی خوابگاہ میں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس اہل کار نے جب شارکش کو یہ پیغام دیا تو اس کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس نے اہل کار سے کرید کرید کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ وزیر خاص پریشان دکھائی دیتا تھا اور وہ بادشاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ شاہی خزانہ دیکھ کر واپس آ رہا تھا۔ شارکش فوراً سمجھ گیا کہ بھید کھل گیا ہے۔ اب اسے اپنی موت دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ جلدی سے اپنے ساتھی طہماشش کے پاس گیا۔ اسے سارا ماجرہ سنایا اور کہا۔

" جس حالت میں کھڑے ہو ابھی اسی وقت میرے ساتھ یہاں سے فرار ہو جاؤ نہیں تو ہماری گردنیں تھوڑی دیر بعد قلم کر دی جائیں گی۔"

دونوں پروہت مندر کے ایک خفیہ راستے سے بھاگ کر شہر کی دیوار کے باہر نکل آئے۔ دن کا وقت تھا۔ مگر اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ دونوں پروہت ایک سوکھے ہوئے نالے میں چھلانگیں لگانے کے بعد دریا کی طرف بھاگنے لگے جتنی تیزی سے ان سے بھاگا جا سکتا تھا۔ وہ بھاگ رہے تھے ایک میل تک بھاگنے کے بعد وہ دریا کے پرانے پل پر آ گئے انہوں نے پل کے ذریعے دریا پار کیا اور وادی میں سے دوڑتے ہوئے کوہ بے ستون کے دامن میں آ کر پہاڑی دیواروں میں سے گزرتے غار کے اندر آ کر بے دم ہو کر گر پڑے کافی دیر تک وہ ہانپتے وہیں پڑے رہے۔ جب ذرا سانس ٹھیک ہوا تو شارکش نے کہا

دیوتاؤں نے ہمیں بچا لیا طہماشش ورنہ بادشاہ ہمیں

ہاتھی کے پاؤں تلے کچلوا دیتا۔ اب چلو۔ مجھے خزانہ دکھاؤ

دونوں غار کے آگے کافی اندر جا کر اس جگہ پر آ گئے جہاں گڑھے کے اندر خزانے کے بورے دفن تھے شارکش نے پتھروں کو ہٹا کر ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے بوروں کو دیکھا تو اس کی جان میں جان آئی۔ اس نے دوبارہ پتھر وہیں جما دیئے اور اپنے ساتھی طہماشش سے کہا۔

"خزانے کی چوری کا راز فاش ہو چکا ہے ہمارے فرار ہونے کے بعد بادشاہ کو یقین ہو جائے گا کہ خزانہ ہم نے ہی چوری کیا ہے اور فوج ہماری تلاش میں نکل کھڑی ہو گی۔ اس لئے اب ہمیں اس غار میں کچھ روز تک چھپنے رہنا ہو گا۔

طہماشش نے کچھ پریشان سا ہو کر کہا۔

" یہاں ہم کھائیں پئیں گے کیا؟ ہم افراتفری میں بھاگے ہیں۔ ورنہ پہلے سے معلوم ہوتا تو کچھ ساتھ لے آتے۔ شارکش بولا۔

اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں اس غار کے منہ پر درختوں کی شاخیں کاٹ کر اس طرح لگانی ہوں گی کہ اگر اتفاق سے پہاڑی دیوان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے گذر کر فوج اس طرف نکل ہی آئے تو اسے غار کا دروازہ نہ مل سکے۔ آؤ میرے ساتھ۔

وہ غار سے باہر آگئے۔ انہوں نے جنگلی جھاڑیوں اور درختوں کی شاخوں کا ایک ڈھیر جمع کر لیا پھر انہیں اس طرح غار کے منہ کے آگے رکھ دیا کہ غار کا منہ اس میں چھپ گیا شارکش نے زمین پر پڑے ہوئے اپنے اور اپنے ساتھی کے قدموں کے نشان پتوں کا جھاڑو بنا کر ان پر پھیر کر مٹا ڈالے پھر دونوں غار کے خفیہ سوراخ میں سے گذر کر غار میں آکر بیٹھ گئے اور غور کرنے لگے کہ اب انہیں کب اور کیسے وہاں سے فرار ہونا چاہیئے۔

بادشاہ سائرس کو جب خبر ملی کہ شاہی پروہت شارکش اور اس کا ساتھی پروہت طہماش مندر میں کہیں نہیں ہیں تو وہ خوابگاہ سے نکل کر وزیر خاص کے پاس پہنچا اور ساری بات بیان کی وزیر خاص نے کہا۔

"حضور عالی۔ لگتا ہے دونوں فرار ہو گئے ہیں۔ اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ یہ چوری ان دونوں نے ہی کی ہے۔

بادشاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ ہاتھ ملتے

ہوئے بولا۔

"اتنا بڑا خزانہ وہ کیسے اڑا کر لے گئے؟ اور پھر اصلی خزانے کی جگہ سارے صندوقوں میں نقلی خزانہ بھر دیا؟ یہ بہت بڑی غداری ہے۔ بہت بڑی سازش ہے۔ وزیر خاص! ہم حکم دیتے ہیں کہ ان دونوں بدکردار آدمیوں کی تلاش کے لئے فوج روانہ کر دی جائے۔ شہر میں گھر گھر کی تلاشی لی جائے۔ شہر کے باہر چپہ چپہ چھان مارا جائے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے میرے حضور پیش کیا جائے۔

وزیر خاص نے جھک کر کہا۔ "جو حکم عالی جاہ!"

اسی وقت فوج کے سپاہی شہر میں اور شہر کے باہر پھیل گئے۔ گھر گھر کی تلاشی شروع ہو گئی۔ دریا کی دونوں جانب وادی میں فوج کے سپاہی پھیل گئے اور نالوں، کھائیوں، گڑھوں اور درختوں کے جھنڈوں میں شارکش اور طہماش کو ڈھونڈھنے لگے۔ سپاہی کوہ بے ستون کے دامن میں بھی گھوڑے دوڑاتے پہنچ گئے۔ انہوں نے پہاڑ کے دامن میں چپہ چپہ کھنگال ڈالا۔ وہ پہاڑ کی بھول بھلیوں ایسی دیواروں کے پاس بھی آئے۔ انہوں نے یہاں بھی ساری جگہیں دیکھیں۔ مگر انہیں درخت کی سوکھی شاخوں اور پتوں کے پیچھے چھپا ہوا غار کا دروازہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دکھائی نہ دے سکا۔ سپاہی گھوڑے دوڑاتے واپس چلے گئے۔ اور اس شاہراہ پر گھوڑے ڈال دیئے جو دوسرے ملک کو جاتی تھی کہ ہو سکتا ہے غدار پروہت اس شاہ راہ پر بھاگتے ہوئے مل جائیں۔

اژدھا اور عیار پجاری

رات کا ایک بج رہا تھا۔

وادی اور جنگل میں گہرا اندھیرا اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ دونوں چور پروہت شارکش اور طہماش خفیہ غار کے اندر زمین میں دبے ہوئے خزانے کے ڈھیر کے پاس سر جوڑے بیٹھے تھے۔ انہوں نے کئی بار دن میں پہاڑی کے آس پاس گھوڑوں کے دوڑنے اور چلنے پھرنے کی آوازیں سنی تھیں۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ شاہی فوج کے سپاہی ان کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ دوپہر سے انہوں نے پانی تک نہیں پیا تھا۔ انہیں بھوک بھی لگ رہی تھی۔ مگر پیاس نے بہت پریشان کر رکھا تھا۔ غار میں ان کے پاس ڈھیروں جواہرات اور سونے چاندی کا ڈھیر پڑا تھا۔ مگر کھانے کو ایک سوکھی روٹی اور پانی کا ایک پیالہ بھی نہیں تھا۔ طہماش نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس طرح ہم کب تک بھوک پیاس سے زندہ رہ سکیں گے
دن کو تو ہم باہر نہیں نکل سکتے۔ اس وقت رات کا
اندھیرا ہے۔ میں دریا پر جا کر کم از کم پانی ہی لاتا ہوں۔"
شارکش نے کہا۔

"سپاہی آس پاس ہی منڈلا رہے ہوں گے۔ تم پکڑے
جاؤ گے۔"

طہماش بولا۔
مگر مجھے سخت پیاس لگی ہے۔"

"پیاس تو مجھے بھی لگی ہے۔"

"کل کا دن بھی اسی طرح بھوک پیاس سے گزر گیا تو کل رات
کو دریا تک جانے کی بھی ہمت نہ ہوگی۔ اس لئے میں
جا کر پانی لاتا ہوں۔"

شارکش نے کہا "ہوشیار رہنا۔ کہیں لینے کے دینے
نہ پڑ جائیں۔"

"فکر نہ کرو۔"

شارکش بولا "مگر تم میرے لئے پانی کس شے میں لاؤ گے"
طہماش نے کہا:
"میں پتوں کا ڈول بنا لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

طہماش باہر جانے کے لئے اٹھا تو شارکش کی طرف دیکھ کر

بولا۔

"شارکش! کیا تم آگ کی دیوی سے کوئی کام نہیں لے
سکتے۔ آخر وہ تمہارے قبضے میں ہے۔"

پروہت شارکش نے آہ بھر کر کہا۔

"کاش میں ایسا کر سکتا۔ لیکن اس سے کام لینے کے لئے
ضروری ہے کہ وہ میرے سامنے ہو۔ جب تک وہ میرے
سامنے نہیں ہوگی میں اس کو کسی قسم کی کوئی خفیہ ہدایت
نہیں دے سکتا اور نہ اس کو اپنے پاس بلا سکتا ہوں۔

طہماش نے آہ بھری اور بولا۔

"لگتا ہے کہ ہم بری طرح سے پھنس گئے ہیں۔

شارکش نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور
حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ گھبراؤ نہیں۔ ہم بہت
جلد یہاں سے شاہی خزانے سمیت نکلنے میں کامیاب ہو
جائیں گے۔ جاؤ۔ تم پانی لانے کی کوشش کرو۔"

اور پروہت طہماش پتھروں اور شاخوں کے ڈھیر سے
رینگ کر غار سے باہر نکل آیا۔ پہاڑی دیواروں کی بھول
بھلیوں میں اسے کوئی سپاہی دکھائی نہ دیا۔ اس نے جوڑے
جوڑے پتوں کو جوڑ کر ان کا ایک بڑا سا ڈونگا بنا لیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور دریا کی طرف چلنے لگا۔ وہ جھاڑیوں میں چھپ چھپ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ رات کے اندھیرے میں اس کی آنکھیں چاروں طرف دیکھ رہی تھیں۔ دریا وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ طہماش آخر دریا پر پہنچ گیا۔ وہ کنارے پر لیٹ گیا اور جانوروں کی طرح اس نے دریا کی سطح پر منہ رکھ کر پانی پینا شروع کر دیا۔ خوب پیٹ بھر کر پانی پینے کے بعد اس نے پتوں کے ڈونگے میں پانی بھرا اور جھک کر چلتا واپس روانہ ہوا۔

وہ خیریت سے غار میں پہنچ گیا۔ شارکش نے اس کے ہاتھ سے ڈونگا لے کر غٹا غٹ پانی پی لیا۔ اس کی جان میں جان آ گئی۔ اب انہوں نے تازہ دم ہو کر فرار کے طریقوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ اگلی رات کسی طریقے سے وہاں سے نکل کر کہیں سے دو اونٹ چرا کر لائے جائیں اور صبح ہونے سے پہلے پہلے ان پر خزانہ لاد کر یہاں سے راہ فرار اختیار کی جائے۔ وہ لیٹ گئے۔ مگر بھوک کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ پو پھٹنے سے پہلے جب غار کے باہر گہری خاموشی اور اندھیرا تھا شارکش غار سے باہر آ گیا۔ اور ایک جنگلی بیر کے درخت پر سے بیر توڑ کر

لے گیا۔ دونوں نے مل کر بیر کھائے اور انہیں کچھ تسلی ہوئی جب صبح ہو گئی تو وہ غار کے اندر ہی چھپ کر بیٹھ گئے اور دوسری رات کے اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ اس رات شارکش نے باہر جا کر دور کسی بستی سے اونٹ چرا لانے کا فیصلہ کر لیا ہوا تھا۔

ڈونگے میں رات کا بچا ہوا کچھ پانی اور کچھ بیر پڑے تھے۔ دن میں انہوں نے وہی کھا پی کر گزارہ کیا۔ دن گزر گیا۔ رات آ گئی۔ شارکش چلنے کی تیاری کرنے لگا۔ اس نے اپنی لمبی ڈاڑھی دو پتھروں میں رکھ کر کاٹ ڈالی تھی اس وقت خزانے کے ڈھیر کے اندر گڑھے میں ایک خوفناک تبدیلی آ چکی تھی جس کی ان میں کسی کو خبر نہ تھی۔

جیسا کہ آپ سب دوست جانتے ہیں کہ خزانے پر ایک سانپ ضرور ہوتا ہے جو قدرت کی طرف سے اس خزانے کی رکھوالی کرتا ہے۔ آپ کوئی خزانہ زمین کے اندر کسی جگہ دبا دیں کہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں سے کوئی سانپ اس کی رکھوالی کرنے کے لئے ضرور آ جائے گا۔ اور پھر یہ تو شاہی خزانہ تھا۔ اس کی حفاظت اور رکھوالی کے لئے زمین کے اندر ہی اندر سے ایک بہت بڑا سانپ جو اژدھا لگتا تھا گڑھے کے اندر آ چکا تھا یہ اژدھا کوئی پندرہ بیس فٹ لمبا اور موٹا تازہ تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے سبز جسم پر زرد رنگ کی دھاریاں بنی ہوئی تھیں بادشاہوں کے خزانے کی رکھوالی عام طور پر اسی قسم کے اژدھا کیا کرتے ہیں۔

اژدھا نے جو خزانے کے گڑھے میں ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے بوروں پر بیٹھے بیٹھے باہر دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنیں تو اسے خیال آیا کہ ڈاکو شاہی خزانہ لوٹنے آئے ہیں۔ چنانچہ اپنی فطرت کے مطابق اژدھا نے گڑھے سے باہر نکلنے کے لئے مٹی میں سوراخ کرنا شروع کر دیا۔

اس وقت شارکش پروہت جانے کے لئے تیار تھا اس نے اپنے ساتھی طہماش سے کہا۔

"میں غار کے پتوں کے ڈھیر میں سے ایک نظر باہر ڈال کر آتا ہوں کہ رات کتنی اندھیری ہے کہیں چاندنی تو نہیں پھیلی ہوئی باہر"

شارکش اٹھ کر غار کے دروازے کی طرف گیا جو وہاں سے چالیس قدموں کے فاصلے پر تھا اور وہاں اندھیرا تھا۔ شارکش کو اٹھ کر گئے ایک منٹ ہی ہوا ہوگا کہ پروہت طہماش نے محسوس کیا کہ اس کے قریب ہی جس جگہ شاہی خزانہ گڑھے میں دفن تھا وہاں پتھر ہل رہے ہیں۔ اس نے موم بتی اٹھا کر پتھروں پر روشنی ڈالی تو دو پتھر لڑھک کر گر پڑے۔ وہ ڈر گیا

کہ گڑھے کے اندر سے کیا شے باہر آنے کی کوشش کر رہی ہے ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک پتھروں کے درمیان سے ایک اژدھا کا سر باہر نکلا اور اس نے اپنا منہ کھول کر سرخ دو شاخوں والی زبان لہرا کر زبردست پھنکار ماری اور طہماش کی گردن کو دبوچ لیا۔ طہماش کے منہ سے چیخ نکل گئی موم بتی اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اژدھا کی گردن کو پکڑ لیا اور اس کا جسم دہشت سے ٹھنڈا ہو گیا وہ گر پڑا۔

اس کی چیخ کی آواز سن کر پروہت شارکش غار کے دروازے سے پلٹ کر پیچھے کو بھاگا "کیا ہوا طہماش۔"

جب وہ طہماش کے قریب آیا تو اس نے جو منظر دیکھا اس سے اس کی جان ہی نکل گئی۔ کلیجہ حلق کے قریب آگیا کیا دیکھتا ہے کہ طہماش زمین پر گرا پڑا ہے۔ اور ایک اژدھا نے اپنے کنڈل اس کے جسم کے گرد لپیٹ رکھا ہے اور اسے اتنی زور سے بھینچ رہا ہے کہ اس کا دم گھٹ رہا ہے اور اس کے حلق سے دبی دبی چیخوں کی آواز نکل رہی ہے۔ اژدھا نے شارکش کو دیکھا تو اپنا منہ کھول کر اس کی طرف لپکا اور زور سے پھنکار ماری۔ شارکش کو اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے زمین پر سے پتھر اٹھا کر اژدھا کے سر پر دے مارا اژدھا ایک سیکنڈ میں طہماش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو چھوڑا اور غضبناک ہو کر پھنکارتے ہوئے شارکش کی گردن پر اتنی زور سے اپنی دم ماری کہ وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ طہماسش کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں اور اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ سکے۔ اژدھا نے شارکش کی گردن کو اپنے منہ میں ڈالا اور اپنے دانت گردن میں چبھو کر زہر اس کے جسم میں ڈال دیا۔ شارکش کا سارا جسم ایکدم بے حس ہو گیا۔ اب اژدھا نے اپنا کام شروع کر دیا۔ وہ سب سے پہلے طہماسش کی طرف آیا جس کی ساری ہڈیاں اور پسلیاں اژدھا کے بھینچنے سے چور چور ہو چکی تھیں۔ اژدھا نے سب سے پہلے اپنے منہ سے اس کی گردن کاٹ کر الگ کر دی پھر اس کو کھانا شروع کر دیا۔ اژدھا اتنا بڑا تھا کہ وہ طہماسش کو سالم کا سالم کھا گیا اور اس کی بھوک ابھی باقی تھی اس کے بعد وہ شارکش کی طرف آیا اور اس کی بھی گردن الگ کر کے اس کے جسم کو نگلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے بھی ہڑپ کر چکا تھا۔ دونوں لالچی اور بدکردار آدمیوں کو کھانے کے بعد اژدھا زمین کے اندر اتر گیا اور خزانے کے بوروں کے اوپر لیٹ کر سو گیا۔

اب ہم ناگ اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ اور کیٹی دونوں سارڈینا کی سرائے سے شہنشاہ سائرس شاہ فارس کے سکہ ملنے کے بعد ماریا کی تلاش میں ملک فارس کی طرف روانہ ہوئے تھے کیٹی کو ناگ نے سارڈینا سلیمان مہرہ ڈال کر بالوں بھرے سانپ کی شکل سے نجات دلائی تھی اور اس کو لے کر سرائے میں آیا تھا۔ جہاں وہ ماریا کو چھوڑ گیا تھا۔ مگر وہاں آ کر پتہ چلا کہ ماریا وہاں موجود نہیں ہے۔ سرائے کے کمرے میں انہیں ایک سکہ پڑا ہوا ملا۔ جس پر شہنشاہ سائرس کی تصویر بنی تھی جو ملک فارس کا بادشاہ تھا۔ ناگ اور کیٹی نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ماریا کو جن آدمیوں نے اغوا کیا ہو۔ وہ ملک فارس کے باشندے ہوں اس لئے فارس کی طرف چل کر ماریا کا سراغ لگانے کی کوشش کی جائے۔

چنانچہ وہ ایک قافلے کے ساتھ سفر کرتے ہوئے شہنشاہ فارس کے ملک میں پہنچ گئے۔ پرانے زمانے میں بڑے شہروں میں ہوٹل تو ہوا نہیں کرتے تھے۔ بس کارواں سرائیں ہی ہوا کرتی تھیں۔ جہاں آ کر مسافر ٹھہرتے تھے۔ ان سرائوں کے اونچے محرابی دروازے ہوتے تھے اور اندر بہت بڑے میدان کے چاروں جانب مسافروں کے رہنے کے لئے کوٹھڑیاں بنی ہوتی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اور کیٹی بھی ایک کارروان سرائے کی کوٹھڑی میں آکر ٹھہر گئے۔ ان کے پاس اس ملک کا ایک ہی سکہ تھا جو انہیں سارڈ بنا ملک کی سرائے سے ملا تھا۔ یہ سکہ سرائے والے نے لے لیا۔ کیٹی نے ناگ سے کہا۔

ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں رہا۔ یہاں سرائے میں ہمیں کرائے کے لئے بھی پیسوں کی ضرورت ہوگی۔

ناگ بولا۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ میرا خیال ہے پہلے کچھ پیسوں کا بندوبست کیا جائے تاکہ یہاں چار چھ روز رہ کر ماریا کا پتہ چلایا جا سکے۔ یہ ملک فارس کافی پرانا ملک ہے اور یہاں بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ جنگل میں چل کر کسی سانپ سے مل کر خزانے کا پتہ کرتے ہیں اور وہاں سے دو چار ہیرے موتی حاصل کر لیتے ہیں۔

اچھا خیال ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔

ناگ کہنے لگا۔ تم کہاں میرے ساتھ جنگلوں میں گھومتی پھروگی تم یہیں ٹھہرو۔ میں تھوڑی دیر میں ہی تو واپس آجاؤں گا

جیسے تمہاری مرضی۔ مگر دیر نہ لگانا"

ناگ بولا۔ "میں تو دیر نہیں لگاؤں گا۔ مگر تم ادھر ادھر مت ہو جانا۔ پہلے ہی تمہاری وجہ سے کافی پریشانی اٹھانی پڑی ہے۔"

کیٹی ہنسنے لگی۔ فکر نہ کرو۔ میں اس سرائے کی کوٹھڑی سے باہر قدم نہیں رکھوں گی۔"

ناگ نے کیٹی کو سرائے کی کوٹھڑی میں چھوڑا اور خود سرائے سے نکل کر دریا پار کر کے ویران پہاڑیوں میں آگیا۔ یہاں گہرے سوکھے نالے اور کھڈ اور کھائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ایک پہاڑی کے دامن میں ناگ کو بڑے سانپ کی بو آنے لگی۔ اس نے سانپ کی زبان میں آواز دی تو سوکھے پتوں اور خشک شاخوں کے ڈھیر میں سے ایک بہت بڑا اژدھا رینگتا ہوا باہر نکل کر ناگ کے سامنے آکر ادب سے کنڈلی مار کر سر جھکا کر بیٹھ گیا اور بولا۔

میری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا کے درشن ہوگئے۔

ناگ نے کہا۔ "یہ بتاؤ کہ اس جگہ کوئی خزانہ وغیرہ کہیں دفن ہے؟"

اژدھا نے کہا۔ "ہاں ناگ دیوتا! جس غار سے میں نکل کر آ رہا ہوں۔ یہاں بہت بڑا خزانہ دفن ہے اس خزانے کو چرانے کے لئے دو ڈاکو آئے تھے۔ جن کو میں ہڑپ کر چکا ہوں۔"

ناگ بولا۔ "آدمیوں کو ہڑپ کرنے کی عادت تم اژدھوں میں ابھی تک باقی ہے۔"

اژدھے نے سر جھکا دیا اور کہا۔

عظیم ناگ دیوتا! آپ ہمارے دیوتا ہیں آپ سے زیادہ کون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانتا ہے کہ شاہی خزانوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے اور جو کوئی اس کو چرانے آتا ہے۔
اس کو ہڑپ کر جانا بھی ہمارا فرض ہے۔"

ناگ بولا۔" زیادہ باتیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ واپس خزانے پر جاؤ اور اس میں سے کوئی دو ایک ہیرے نکال کر لے آؤ۔ مجھے ان کی ضرورت ہے۔"

"جو حکم میرے دیوتا!"

یہ کہکر اژدھا غار میں واپس چلا گیا۔ یہ وہی اژدھا تھا جس نے شاہی پروہت شار کسش اور طہماسش کو ہلاک کر کے ہڑپ کر لیا تھا اور اس غار کے اندر شہنشاہ فارس شاہ سائرس کا چرایا ہوا شاہی خزانہ دفن تھا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اژدھا دو بڑے ہیرے لے آیا۔ ایسے ہیرے ناگ نے صرف ایک بار قارون کے خزانے میں ہی دیکھے تھے۔ ناگ نے ہیرے لے لئے اژدھا کو رخصت کر دیا اور واپس سرائے میں آ کر کیٹی کو ہیرے دکھائے۔ اس نے کہا۔

"یہ تو بڑے قیمتی ہیرے لگتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی بادشاہ کے خزانے میں سے لا کر دیئے ہیں سانپ نے۔"

"ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہمیں اس سے کیا تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمارا کسی بھی شاہی خزانے سے لے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہم اپنی ضرورت کی کوئی شے اس میں سے

لیتے ہیں اور کبھی کسی کو نہیں بتاتے کہ خزانہ کہاں ہے یہ ہر سانپ کا فرض ہوتا ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ ذرا شہر جا کر کسی جوہری کے پاس اسے بیچ کر اس کے بدلے میں یہاں کے سکے لے آؤ۔"

کیٹی کہنے لگی۔" اور تم کیوں نہیں جاتے ناگ بھیا"

ناگ بولا۔" بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے آتے ہوئے دیکھا ہے کہ سرائے کے باہر کوئی داستان گو کہانی سنانے کی تیاریاں کر رہا ہے اور لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں یہاں کے داستان گوؤں کی بھی کہانیاں سنوں۔ اور پھر اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ یہاں تو ہیرے جواہرات فروخت ہوتے رہتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"توبہ ہے ناگ بھیا! تمہیں بھی بالکل بچوں کی طرح جنوں بھوتوں کی طلسمی کہانیاں سننے کا شوق ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا۔" شوق کیوں نہ ہو کیٹی بہن۔ ہم تو خود اس قسم کی سنسنی خیز کہانیوں میں سے گذر رہے ہیں۔"

کیٹی نے ہنستے ہوئے ہیرے جیب میں رکھے اور بازار کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ ایک خوبصورت اصلی کیٹی کی شکل میں تھی کہ کافی دیر سے اس کی آنکھیں جو کوبرا نہیں ہوتی تھیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ابھی تک وہ عام عورتوں ایسی آنکھوں میں چل پھر رہی تھی۔ ورنہ چوکور آنکھوں کے ساتھ اسے ہمیشہ آنکھوں پر نقاب پہننا پڑتا تھا۔ ابھی شام نہیں ہوتی تھی دھوپ کا رنگ سنہری ہو رہا تھا اور فارس شہر کے قدیم بازار ابھی کھلے تھے۔ لوگ کاروبار کر رہے تھے۔ ان بازاروں میں کافی بھیڑ تھی۔ دکانوں پہ پھل خشک میوے، عطریات، خوشبوئیں گرم مصالحے، کپڑا۔ جوتے زیتون کا تیل اور سبزیاں بک رہی تھیں۔ ایک بازار صرف ہیرے جواہرات اور زیورات کے کاروبار کے لئے تھا۔

کیٹی اس بازار میں داخل ہو گئی۔ وہ ایک جوہری کی دکان پہ گئی اور اسے ہیرے دکھا کر کہا۔

بھائی! میں یہ ہیرے بیچنا چاہتی ہوں۔"

جوہری نے ہیرے دیکھے تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ اس نے اتنے خوبصورت، قیمتی، بے داغ اور سائز میں بڑے ہیرے آج تک نہیں دیکھے تھے۔ مگر اس نے اپنی حیرت کیٹی پہ ظاہر نہ ہونے دی۔ اسے بڑے اخلاق کے ساتھ بٹھایا اور کہا۔

بہن جی! آپ یہاں بیٹھیں۔ میں اپنے ایک ساتھی دکاندار سے ہیروں کو تولنے والا کانٹا لے آؤں۔ میرا کانٹا خراب

ہو گیا ہے۔

کیٹی وہاں چمڑے کے مونڈھے پہ بیٹھ گئی۔ دکاندار دکان سے اتر کر بازار میں گھوم کر کونے کی ایک دکان میں آ گیا جب سے شاہ فارس کا خزانہ گم ہوا تھا۔ اس نے شہر میں ہیرے جواہرات کے بازار میں اپنے جاسوس چھوڑ رکھے تھے تاکہ اگر کوئی چور خزانہ کے ہیرے جواہرات فروخت کرنے آئے تو اسے گرفتار کر کے خزانے کا پتہ چلایا جا سکے۔ یہ جوہری جس دکان میں گھسا وہاں بھی ایک شاہی جاسوس بیٹھا ہوا تھا۔

جوہری اسے دکان سے اٹھا کر ایک طرف لے گیا اور اس کے کان میں کہا۔

میری دکان پہ ایک خوبصورت لڑکی دو ہیرے لے کر آئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی بادشاہ کے خزانے کے ہیرے ہیں۔ ایسے ہیرے سوائے بادشاہ کے اور کسی کے پاس نہیں ہوتے"۔

شاہی جاسوس نے کہا۔ تم اس عورت کو باتوں میں لگائے رکھو۔ میں سپاہیوں کو لے کر آتا ہوں۔

دکاندار جوہری فوراً واپس مڑا اور کیٹی کے پاس آ کر اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا اور بہانہ بنایا کہ کانٹا میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھی دکاندار کے پاس بھی نہیں ہے۔ بس ابھی میرا شاگرد
آتا ہے تو اس کو کہہ کر گھر سے کانٹا منگواتا ہوں۔ کیٹی نے کہا۔
"کوئی بات نہیں میں کسی دوسرے جوہری کو دکھاتی ہوں۔
جوہری نے جلدی سے کہا۔
"بی بی ایسا غضب نہ کرنا۔ تم بڑی خوش قسمت ہو کہ سیدھی
میری دکان پر آئی ہو۔ یہاں تو سب لوگ تم سے فریب کریں گے
میں تمہیں ان ہیروں کے عوض ایک ہزار سونے کے سکے دوں گا۔
دوسرے دکاندار تو دس سکے بھی بڑی مشکل سے دیں گے۔
اور پھر مکار جوہری نے کیٹی کو باتوں میں لگا لیا۔ ان
میں شاہی فوج کے دس بارہ سپاہی گھوڑوں پر سوار
اسلحہ لگائے ننگی تلواریں ہاتھوں میں لئے دندناتے ہوئے
دکان کے باہر آ گئے ان کے ساتھ شاہی جاسوس بھی
تھا۔ شاہی دستے کے کمانڈر نے جوہری سے کہا۔
"کہاں ہیں وہ ہیرے؟
کیٹی حیران ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کبھی جوہری اور
کبھی سپاہیوں کی طرف تکنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے کمانڈر
نے کیٹی کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور پوچھا
"تم نے یہ ہیرے کہاں سے لئے ہیں؟"
کیٹی نے کہا "آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ یہ میرے ہیں میں

سے فروخت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ بیچ میں دخل دینے
والے کون ہوتے ہیں؟"
کمانڈر نے تلوار نکال کر کیٹی کی گردن پر رکھ دی اور
گرجدار آواز میں کہا۔
"یہ شاہی خزانے کے ہیرے ہیں اور شاہی خزانہ چوری
ہو چکا ہے اب بتاؤ تم نے یہ ہیرے کہاں سے لئے ہیں اور
شاہی خزانہ کہاں ہے؟"
کیٹی نے کہا "مجھے نہیں معلوم شاہی خزانہ کہاں ہے مجھے
یہ ہیرے زمین پر پڑے ہوئے ملے ہیں۔
کمانڈر نے دانت پیستے ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا۔
"یہ اس طرح نہیں بچے گی۔ اسے گرفتار کر کے قلعے میں
لے چلو۔
کیٹی نے جلدی سے چٹکی بجائی۔ مگر چٹکی نے بھلا پہلے اثر
کیا تھا جو اب کرتی۔
ایک سپاہی بولا "حضور اس نے چٹکی بجا کر اپنے کسی
ساتھی کو بھاگ جانے کا اشارہ دیا ہے۔
کمانڈر نے شاہی جاسوس سے کہا۔
"یہاں سے جو آدمی بھاگے اسے بھی گرفتار کر کے قلعے
پہنچا دو۔" سپاہیوں نے کیٹی کے جسم کو رسیوں میں جکڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر اسے گھوڑے پر ڈال دیا اور شاہی سپاہیوں کا دستہ بازار میں گھوڑے دوڑاتا، لوگوں پر ہنٹر برساتا قلعے کی طرف مڑ گیا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تھا کہ کیٹی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور ناگ اس خزانے سے ہیرے کیوں لے آیا جو بادشاہ کا چوری ہو چکا خزانہ تھا۔ مگر ناگ کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ اس قسم کا خزانہ ہے کیٹی یہی سوچ رہی تھی کہ گھوڑ سوار دستہ قلعے کے بہت بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ کیٹی کو خیال آنے لگا کہ وہ ناگ کو کیسے خبر کرے کہ اسے گرفتار کر لیا گیا ہے؟ پھر سوچا کہ یہاں سے کسی نہ کسی طرح وہ اپنی جان چھڑا لے گی۔ آخر وہ بے قصور ہے۔ وہ کسی کو بتانا بھی نہیں چاہتی تھی کہ خزانہ کسی جگہ پر ہے۔ اول تو اسے خود بھی نہیں پتہ تھا وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ ناگ دریا پار کسی پہاڑی غار سے یہ ہیرے لایا تھا۔ اور کیٹی یہ بھی نہیں بتا سکتی تھی۔ کیونکہ یہ ناگ کے مذہبی اور خاندانی روایات کے خلاف بات تھی اور ناگ ان روایات پر سختی سے عمل کرتا تھا۔

کیٹی کا خیال تھا کہ اسے قلعے کے کسی کمرے میں کسی افسر کے پاس لے جا کر آرام سے بٹھا دیا جائے گا اور پھر اس پر سوال

کئے جائیں گے مگر یہاں تو گھوڑ سوار قلعے کے اندر بھی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ایک ڈھلانی سڑک پر اتر کر بہت بڑے محرابی دروازے میں داخل ہو گئے جہاں آگے ایک باغ تھا۔ اس باغ کے بالکل درمیان میں لوہے کا جنگلہ تھا جس میں سے سیڑھیاں نیچے اندھیرے تہہ خانے میں جاتی تھیں۔ کیٹی کو اس تاریک تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ اس کی رسیاں کھول دی گئی تھیں مگر تہہ خانے میں لوہے کا جو دروازہ لگا تھا۔ اس میں سے خنجروں کی طرح کی تیز دھار والی سلاخیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں اور کیٹی اس دروازے کو زور لگا کر بھی نہیں اکھاڑ سکتی تھی۔ اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر اسے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ کیٹی کو بڑی پریشانی ہوئی کہ یہ کیا بیٹھے بٹھائے مصیبت پڑ گئی۔ اسے رہ رہ کر ناگ کا خیال آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ کاش کسی طرح سے اسے خبر ہو جائے کہ کیٹی کو شاہی فوج پکڑ کر قلعے میں لے گئی ہے۔ اسے ناگ پر سخت غصہ بھی آتے لگا کہ کہانیاں سننے کے شوق میں وہیں سرائے میں بیٹھا رہا اور اسے ہیرے بیچنے کے لئے بھیج دیا۔ اگر وہ خود آ جاتا تو پرندہ بن کر اڑ جاتا۔ وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کم بخت نہ جن درست اس کے کام آتا تھا اور نہ چٹکی ہی میں کوئی اثر [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہ گیا تھا۔

کچھ دیر گذری ہو گی کہ خود بادشاہ اپنے وزیر خاص اور سپہ سالار اعظم کے ہمراہ اس تہہ خانے میں آ گیا اس نے کیٹی سے پوچھا کہ اس نے ہیرے کہاں سے لئے تھے کیٹی کسی کو بھی یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ ہیرے اس کو ناگ نے لا کر دیئے تھے جو ایک سانپ ہے اور یہ ہیرے اس سانپ نے کسی خزانے سے لا کر دیئے تھے۔ کیونکہ وہ ناگ کا راز فاش نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ سلامت! میں ایک غریب پردیسی عورت ہوں سرائے سے نکل کر جنگل کو جا رہی تھی کہ یہ ہیرے راستے میں پڑے مل گئے۔

تم جھوٹ بول رہی ہو۔ اگر تم نے اپنے ساتھیوں کے نام نہ بتائے جو شاہی خزانہ چرا کر لے گئے ہیں تو تمہیں زندہ دیوار میں چن دیا جائے گا۔

کیٹی نے کہا۔ میرا ایک ہی ساتھی ہے اور میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ اس کا آپ کے شاہی خزانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سپہ سالار نے فوراً کہا۔ کون ہے وہ ساتھی؟ اس کا نام بتاؤ۔ ہم تمہیں ابھی رہا کر دیں گے۔

کیٹی نے کہا۔ میں اس کا نام نہیں بتا سکتی اور نہ یہ بتا سکتی ہوں کہ وہ کہاں ہے۔

بادشاہ کو سخت طیش آ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ اس لڑکی کو اسی جگہ پر زندہ دفن کر دیا جائے۔

اور وہ وزیر خاص اور سپہ سالار کے ساتھ تہہ خانے سے باہر نکل گیا۔ کیٹی عجیب الجھن میں پھنس گئی تھی۔ بادشاہ وہاں سے گیا ہی تھا کہ راج مزدور آ گئے۔ اور انہوں نے کیٹی کے دیکھتے دیکھتے تہہ خانے کے دروازے کے آگے بڑے پتھروں کو گارے چونے کے ساتھ لگا کر اسے بند کر دیا اب اس تہہ خانے میں کسی طرف سے کوئی روشنی یا ہوا نہیں آتی تھی۔ وہ تہہ خانہ ایک قبر بن گیا تھا۔

کیٹی جانتی تھی کہ وہ مر نہیں سکتی اور اس کے خون میں اتنی آکسیجن ہے کہ وہ بغیر سانس لئے ایک سال تک قبر میں زندہ رہ سکتی ہے۔ لیکن وہ اس تہہ خانے کی قبر میں اس طرح بے بسی سے زندہ نہیں رہنا چاہتی تھی۔ اس میں طاقت بہت تھی مگر وہ قبروں والے دروازے اور اب دیوار کو نہیں اکھاڑ سکتی تھی۔ اب اس کے افسوس ہونے لگا کہ اس نے اس وقت طاقت سے کام کیوں نہ لیا جب اسے قید میں ڈالا جا رہا تھا۔ پھر بھی کیٹی میں اتنی طاقت نہیں تھی۔ خزانہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر میں تھی یہ ٹھیک ہے کہ اگر اسے پھانسی دی جاتی تو وہ مر نہیں سکتی تھی۔ مگر اگر اس کی گردن کاٹ دی جاتی تو تین ماہ کے اندر گردن کو جسم کے ساتھ لگا کر بند نہ رکھا جائے تو وہ مر بھی سکتی تھی۔ کیٹی کی مدد صرف اس کی چٹکی یا اسکا جن دوست کر سکتا تھا۔ لیکن وہ تو اس کی مدد کو آتا ہی نہیں تھا خدا جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

کیٹی کو ایک ہی امید تھی کہ شاید ناگ اس کا سراغ لگاتا ہوا وہاں تک پہنچ جاتے اور اسے اس قبر سے باہر نکالے پھر وہ سوچتی کہ ناگ کو کیسے پتہ چلے گا کہ وہ اس جگہ زمین کے اندر زندہ دفن کر دی گئی ہے؟ انہی خیالات میں الجھی الجھی کیٹی تاریک تہہ خانے کی قبر میں خاموشی سے بیٹھی رہی۔

ناگ نے جب دیکھا کہ رات ہو گئی ہے اور کیٹی ابھی تک ہیرے فروخت کر کے واپس نہیں آئی تو اسے فکر لگی کہ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو گئی ہو۔ وہ سرائے سے نکل کر جواہریوں کے بازار میں آ گیا۔ یہاں سے اکثر بازار بند تھے۔ اس نے دو ایک دکانداروں سے پوچھا بھی کہ یہاں کوئی عورت ہیرے فروخت کرنے آئی تھی مگر کسی نے اسے کچھ نہ بتایا۔ جس دکاندار کے پاس کیٹی ہیرے لے کر گئی تھی وہ دکان بند کر کے چکا تھا

بازار کے کونے میں جوہری کی ایک دکان کھلی تھی۔ ناگ اس دکاندار کے پاس گیا اور پوچھا کہ آج شام کو کوئی عورت اس کے پاس ہیرے لے کر تو نہیں آئی تھی؟ اتفاق سے شاہی جاسوس اسی دکان میں بیٹھا تھا اس نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا اور سمجھ گیا کہ یہ اسی عورت کا ساتھی ہے۔ جس کو اس نے شام کو گرفتار کروایا تھا۔

شاہی جاسوس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بھائی ادھر آ جاؤ۔"

ناگ اس کے پاس گیا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

بھائی وہ عورت وہ ہیرے لے کر آئی تھی۔ مگر اس کا سودا نہیں ہو سکا۔"

پھر وہ کہاں چلی گئی!" ناگ نے پوچھا۔

شاہی جاسوس کہنے لگا۔ "وہ اس سامنے والی حویلی میں چلی گئی تھی۔ میرا خیال ہے وہ اب بھی وہیں ہو گی۔ آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اس سے ملاتا ہوں۔

شاہی جاسوس نے ناگ کو ساتھ لیا اور سامنے والی حویلی میں داخل ہو گیا۔ اصل میں اس حویلی میں شاہی فوج کا دستہ موجود تھا۔ حویلی میں جاتے ہی شاہی جاسوس نے سپاہیوں کو آواز دے کر پکارا اور ناگ کو قابو کر لیا۔ ناگ گھبرا گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ اس آدمی کو اچانک کیا سوجھا ہے کہ اس پر اچانک حملہ کر دیا۔ اتنے میں سپاہی تلواریں لے کر نکل آئے اور انہوں نے ناگ کو پکڑ لیا۔ ناگ ایک سیکنڈ میں پرندہ بن کر اڑ سکتا تھا۔ مگر اس نے سنا شاہی جاسوس کہہ رہا تھا۔

"پہلے ایک عورت پکڑی تھی یہ ضرور اسی کا ساتھی ہے اسے بھی بادشاہ کے دربار میں پیش کرو۔ شاہی خزانہ چرانے والوں کے ساتھ یہ بھی شامل ہے۔"

ناگ نے اپنا ارادہ روک لیا۔ ان لوگوں نے ہی کیٹی کو پکڑا ہوگا۔ ان کے ساتھ چل کر کیٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہیئے کہ وہ کہاں ہے۔ یہ سوچ کر ناگ نے کہا۔

"میں نے شاہی خزانہ نہیں چرایا۔ مجھے چھوڑ دو"۔ شاہی جاسوس ہنس کر بولا۔

"میرے عزیز! تم اب شاہی قیدی ہو۔ تمہیں دنیا کی کوئی طاقت آزاد نہیں کرا سکتی۔ تمہیں بتانا پڑے گا کہ شاہی خزانہ چرا کر تم لوگوں نے کس جگہ چھپا رکھا ہے۔

ناگ کہنے لگا۔ تو پھر مجھے بادشاہ کے سامنے پیش کرو۔

ناگ یہی چاہتا تھا کہ اسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے اور وہ کیٹی کے بارے میں سراغ لگائے۔ شاہی جاسوس [illegible]۔

"کیا تم بادشاہ کو بتاؤ گے کہ شاہی خزانہ کس نے چرایا تھا اور وہ کس جگہ دفن ہے؟"

ناگ بولا: ہاں۔ میں بادشاہ کو بتا دوں گا۔

شاہی جاسوس کی آنکھوں میں آنسو خوشی کے آگئے۔ اس نے سپاہیوں سے کہا۔

اس شاہی خزانے کے چور کو چھوڑ دو۔ اس سے پہلے میں خود پوچھ گچھ کروں گا۔ آؤ میرے ساتھ"۔

ناگ کو شاہی جاسوس نے اپنے ساتھ لیا اور شہر کے بازاروں میں سے گزرتا ایک گلی میں آکر حویلی نما مکان میں داخل ہوگیا۔ وہ ناگ کو ایک بوسیدہ سے کمرے میں لے گیا اور چوکی پر بیٹھنے کا کا اشارہ کیا اور پھر کچھ دیر تک ناگ کو تکتے رہنے کے بعد بولا۔

تم میرے ساتھ ایک سودا کرو گے؟

ناگ نے چونک کر شاہی جاسوس کی طرف دیکھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اور اس سے کس قسم کا سودا کرنا چاہتا ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کی طاقت چھن گئی

ناگ نے پوچھا

تم کون ہو اور مجھ سے کس قسم کا سودا کرنا چاہتے ہو؟

شاہی جاسوس بولا۔ میں کون ہوں؟ تمہیں اس سے کیا سروکار ہے۔ مگر اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمہاری زندگی اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ شاہی خزانہ چرا کر تم لوگوں نے کہاں چھپا رکھا ہے۔ تو میں نہ صرف یہ کہ تمہیں یہاں سے فرار کروا دوں گا بلکہ خزانے کا تیسرا حصہ بھی تم اپنے ساتھ لے جا سکو گے۔ کہو۔ یہ سودا تمہیں منظور ہے۔ اس میں تمہارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

ناگ کسی کو دفن کئے ہوئے کسی خزانے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے کوئی خزانہ چوری نہیں کیا

دوسری بات یہ ہے کہ اگر مجھے کسی شاہی خزانے کا علم بھی ہے تو میں اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا۔

شاہی جاسوس نے غصیلی آواز میں کہا۔

"تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں بادشاہ کے سامنے پیش کر دوں گا اور شاہی جلاد بادشاہ کے حکم سے تمہاری کھال کھینچ کر اس میں بھس بھر دے؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری ساتھی عورت کی لاش بھی تمہیں نہ مل سکے۔

کیٹی کا سن کر ناگ سوچ میں پڑ گیا اس آدمی کو پتہ تھا۔ کہ کیٹی کہاں ہے۔ لیکن دوسری جانب سانپوں کی دنیا اور ناگ دیوتا کے اصول کا معاملہ تھا۔ اس پر شیش ناگ کی قسم تھی کہ وہ کسی خزانے میں سے اپنی ضرورت کی دولت تو حاصل کر سکے گا مگر اس خزانے کا راز کسی پر ظاہر نہیں کرے گا۔ ناگ الجھن میں پڑ گیا۔ مگر وہ اس شاہی جاسوس سے کیٹی کے بارے میں ہر حالت میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ جو عورت ہیرے فروخت کرنے آئی تھی وہ کہاں ہے تو میں تمہیں خزانے کا پتہ بتا سکتا ہوں۔

شاہی جاسوس کو علم تھا کہ وہ عورت یعنی کیٹی زندہ دفن کر دی گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی (یعنی ناگ) کو جب اس کی موت کا علم ہو تو وہ اس ..... خزانے کا بھی پتہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ بتائے۔ اس لئے وہ کہنے لگا۔

"میں اتنا تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ عورت زندہ ہے۔ لیکن کہاں ہے؟ کس جگہ پر ہے؟ یہ میں تمہیں صرف اس وقت بتاؤں گا جب تم مجھے خفیہ طور پر خزانے کے پاس لے جاؤ گے۔"

ناگ سمجھ گیا تھا کہ اس شاہی جاسوس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ اور وہ شاہی خزانے کو بادشاہ کے حوالے کرنے کی بجائے خود اس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ناگ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ خزانہ کس کے پاس جاتا ہے۔ اسے تو صرف کیٹی سے دلچسپی تھی اور وہ صرف کیٹی کو برآمد کرنا چاہتا تھا مگر شاہی جاسوس نے خزانے کا راز پہلے بتانے کی شرط لگا دی تھی۔

ناگ کہنے لگا۔ "اگر میں تمہیں خزانے کے پاس لے جاؤں تو کیا تم کیٹی کے بارے میں بتاؤ گے کہ وہ کہاں ہے؟"

شاہی جاسوس نے پوچھا۔

"یہ کیٹی کون ہے؟"

ناگ نے کہا: "یہ اس عورت کا نام ہے۔ جس کی تلاش میں میں یہاں آیا تھا۔"

شاہی جاسوس بولا: "ہاں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم خزانے کے پاس لے چلو گے تو میں تمہیں فوراً بتا دوں گا

کہ کیٹی کہاں پر ہے۔"

ناگ نے سوچا کہ اگر اسے کیٹی کی خاطر اپنا اصول بھی توڑنا پڑ جائے تو وہ توڑ دے گا۔ کیونکہ اس اصول کو توڑنے کا اثر صرف ناگ پر ہی پڑے گا۔ سزا ملے گی تو ناگ کو ملے گی۔ مگر کیٹی کو واپس آ جائے گی۔ اس نے شاہی جاسوس سے کہا۔

"میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں خزانے کے پاس لئے چلتا ہوں۔"

شاہی جاسوس تو بے حد خوش ہو گیا۔ اسے امید ہی نہیں تھی کہ اتنی جلدی اسے خزانے کا سراغ مل جائے گا۔ اس نے ناگ کو بے اختیار گلے لگا لیا اور کہا۔

"شاباش نوجوان! مجھے تم سے یہی امید تھی۔ مگر یاد رکھو اگر تم نے کسی دوسرے کو یہ راز بتایا تو تم جہاں کہیں بھی ہو گے میرے آدمی اس جگہ پہنچ کر تمہیں قتل کر دیں گے۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا: "میں اتنا احمق نہیں ہوں۔"

شاہی جاسوس خوش ہو کر بولا۔

"تو چلو۔"

ناگ اور شاہی جاسوس گھوڑوں پر بیٹھ کر رات کے وقت شہر سے باہر نکل آئے شاہی جاسوس کا گھوڑا ناگ کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے تھا۔ شاہی جاسوس نے اپنا ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے دستے پر رکھا ہوا تھا کہ اگر یہ شخص کوئی گڑبڑ کرے تو اسے وہیں ہلاک کر ڈالے ۔ مگر ناگ تو کیٹی کے بارے میں اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ۔ وہ کوئی گڑبڑ نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ دریا پار کر کے یہ دونوں کوہ بے ستون کے دامن میں آ گئے ۔

ناگ اس غار کے آگے کھڑی پہاڑی دیوار کے پاس آ کر رک گیا اور دیوار کے پیچھے لگے خشک پتوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر کے بولا ۔

" شاہی خزانہ جس غار میں ہے اس کا دروازہ ان پتوں کے ڈھیر میں سے جاتا ہے ۔

شاہی جاسوس گھوڑے سے اتر پڑا اور جھک کر پتوں کے ڈھیر کو دیکھنے لگا ۔

پھر بولا " کیا خزانہ اس غار کے اندر ہے ؟

" ہاں " ناگ نے کہا ۔

شاہی جاسوس نے پتوں کے ڈھیر کو ہٹایا تو اس کے اندر غار کا دروازہ نکل آیا ۔ شاہی جاسوس موم بتی جلا کر اندر جانے لگا تو ناگ نے کہا

اندر مت جانا ۔ پہلے مجھے بتاؤ کیٹی کہاں ہے ؟

شاہی جاسوس بولا " میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں ۔ جب تک

میں خزانے کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں گا ۔ تمہیں کیٹی کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا ۔"

ناگ پریشان سا ہو گیا ۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ غار میں خزانے پر اژدھا بیٹھا ہے اور جونہی شاہی جاسوس اندر جائے گا وہ اسے ہڑپ کر لے گا اور پھر کیٹی کے بارے میں کون بتائے گا کہ وہ کہاں ہے ؟ اس نے شاہی جاسوس کو کہا ۔

" اندر خزانے پر ایک بہت زہریلا اژدھا بیٹھا ہے ۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا ۔"

شاہی جاسوس نے قہقہہ لگایا اور تلوار نکال کر بولا ۔

" یہ تلوار زہریلے سے زہریلے اژدھا کو دو ٹکڑے کر سکتی ہے "

ناگ نے سوچا یہ دولت کے لالچ میں اندھا ہوا جا رہا ہے اندر جاتے ہی اژدہا اسے ہڑپ کر لے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اژدہا کو باہر بلا کر اسے کہہ دے کہ اس شخص کو کچھ نہ کہنا ۔ یہ سوچ کر ناگ نے شاہی جاسوس سے کہا ۔

" اچھا تم ایک طرف ہو جاؤ ۔ میں ایک منتر پڑھ کر اژدھا کو باہر نکالتا ہوں ۔ پھر تم غار میں چلے جانا ۔"

شاہی جاسوس نے کہا " کیا تم سپیرے ہو ؟"

ناگ بولا " ہاں ۔ میں سپیرا بھی ہوں اور سانپوں کو قابو کرنے کے منتر جانتا ہوں ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی جاسوس نے کہا۔" تو پھر اژدھا کو فوراً غار میں سے باہر نکالو۔

ناگ نے پوچھا۔" اگر میں نے اژدھا کو نکال کر یہاں سے دور بھیج دیا تو کیا تم پھر کیٹی کے بارے میں مجھے بتاؤ گے کہ وہ کہاں ہے؟"

شاہی جاسوس بولا:" ہاں۔ بتادوں گا۔ مگر پہلے میں خزانہ اندر جا کر ضرور دیکھوں گا۔"

" ٹھیک ہے۔ اب تم ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ میں اژدہا کو باہر بلاتا ہوں۔"

شاہی جاسوس ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں موم بتی تھی جو جل رہی تھی ناگ نے آنکھیں بند کر کے سانپ کی آواز میں اژدھا کو آواز دی اور باہر بلایا۔

شاہی جاسوس نے دیکھا کہ اچانک ایک بہت بڑا اژدھا پھنکارتا ہوا غار سے باہر نکلا اور ناگ کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ

ہے۔ ناگ نے اژدھا سے کہا۔

"اے اژدھا! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس آدمی کو کچھ نہ کہنا یہ اس سے ایک راز معلوم کرتا ہے۔"

اژدھا نے سر جھکا کر کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے شیش ناگ کا حکم ملا ہے کہ ناگ دیوتا نے خفیہ خزانے کا ایک عام آدمی کو بتا کر ناگوں کی دنیا کے سب سے بڑے اصول کو توڑ ڈالا ہے۔ اس لئے میں اس کا حکم نہ مانوں۔ چنانچہ مجھے افسوس ہے کہ اب میں آپ کا حکم نہیں مان سکتا اور اس آدمی کو ہڑپ کر جاؤں گا کیونکہ یہ خزانے کو چرانے کی نیت سے یہاں آیا ہے۔"

ناگ پر تو جیسے بجلی گر پڑی۔ اس کی اتنی زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ کسی سانپ یا اژدھا نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا شیش ناگ کی حیثیت سانپوں کی دنیا کے چیف جسٹس کی تھی جو قانون کی حفاظت کرتا تھا اور جو کوئی ناگوں کی دنیا کے اصول توڑتا تھا۔ اس کو سزا دیتا تھا۔ خواہ وہ ناگ دیوتا ہی کیوں نہ ہو اور سانپ اس کے حکم کو مانتے تھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ اس نے شاہی جاسوس کو خزانے کا راز بتا کر بہت بڑے اصول کو توڑا ہے اور شیش ناگ نے اس کو یہ سزا دی ہے کہ اب کوئی اژدھا اس کے حکم کو نہیں مانے گا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اژدھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سمجھا بجھا کر اس سے اپنی بات نہیں منوائی جا سکتی۔ کیونکہ ناگوں کے اصول اور قانون ہوتے ہیں اور وہ اسے کبھی نہیں توڑتے ناگ کو اپنی اس طاقت کے چھن جانے کا بہت صدمہ تھا۔ مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اژدھا سے کہا۔ میں شنیش ناگ کے حکم کا احترام کرتا ہوں۔ مگر میں تم سے صرف اتنی رعایت طلب کروں گا کہ مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں اس آدمی سے کیٹی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں۔

اژدھا نے کہا۔ میں مہلت دیتا ہوں ناگ دیوتا۔"

شاہی جاسوس تلوار ہاتھ میں لئے بے چین ہو رہا تھا کہ یہ ناگ ایک سانپ کو سامنے بٹھا کر کیا کر رہا ہے اور اسے وہاں سے بھگا کیوں نہیں رہا ہے؟ آخر اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اژدھا نے جس وقت ناگ کو مہلت کی اجازت دی تو عین اس وقت بدقسمت شاہی جاسوس نے دیکھا کہ سانپ کا رخ ناگ کی طرف ہے اور وہ کنڈلی مارے بیٹھا ہے تو اس پر تلوار کا وار کر دیا کہ کیوں نہ اس کا کام تمام کر دیا جائے۔

مگر اژدھا کوئی معمولی اژدھا نہیں تھا اس کے سر پر لگی دونوں آنکھوں کے کنارے شاہی جاسوس کو بھی برابر دیکھ رہے تھے۔ جونہی شاہی جاسوس نے تلوار اٹھا کر اژدھا پر حملہ کرنا چاہا اژدہا نے پلک جھپکتے ہی اپنا منہ اس کی طرف کر کے ایسی خوفناک

پھنکار ماری کہ اس کی گرم سانس شعلہ بن کر باہر نکلی اور اس شعلے نے شاہی جاسوس کو آگ کے شعلے میں تبدیل کر دیا۔ ناگ پریشان ہو کر پیچھے ہٹا۔ اس نے اژدھا سے کہا۔

اسے مت جلانا۔"

اژدھا نے کہا۔ "معافی چاہتا ہوں ناگ دیوتا اب میں آپ کا کوئی حکم نہیں مان سکتا۔ یہ خزانے کا چور ہے اور اس کی یہی سزا ہے۔

شاہی جاسوس کی چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ آگ میں جلتا زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ تڑپ رہا تھا۔ اژدھا نے ایک بار پھر پھنکار مار کر اس پر آگ کا شعلہ پھینکا۔ اور شاہی جاسوس دیکھتے دیکھتے جل کر کوئلہ ہو گیا۔ ناگ سر پکڑ کر رہ گیا۔ شاہی جاسوس ہی۔۔۔۔ کیٹی کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے جل کر کوئلہ ہو گیا تھا۔ اژدھا نے جھک کر ناگ کو سلام کیا اور کہا۔

عظیم ناگ دیوتا! مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کا حکم نہیں مانا۔ مگر مجھے شنیش ناگ نے آپ کا حکم نہ ماننے کا حکم دیا ہے میں مجبور ہوں۔"

اور اتنا کہہ کر اژدھا غار کے اندر چلا گیا۔

ناگ غار کے باہر اکیلا کھڑا رہ گیا۔ اس کی زندگی میں پہلا دن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارِ ندامت کا احساس ہوا۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے ناگوں کی دنیا کا ایک بہت بڑا اصول توڑا ہے اور سیشن ناگ نے اپنا قانون کی حفاظت کا فرض ادا کرتے ہوئے سانپوں کو منع کر دیا ہے کہ وہ ناگ کا کوئی حکم نہ مانیں اور اب دنیا کا کوئی سانپ ناگ کا حکم نہیں مانے گا۔ وہ ناگ دیوتا کی حیثیت سے اس کا احترام ضرور کریں گے مگر اس کا حکم نہیں مانیں گے اور یہ بات ناگ کے لئے بڑی ذلت کی بات تھی ناگ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا تھا۔ لیکن وہ کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کوئی اپیل بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ایک آہ بھری اور واپس شہر کی طرف چل پڑا۔

ناگ بوجھل قدم اٹھاتا رات کے اندھیرے میں شہر کی طرف چلا جا رہا تھا۔ مگر ناگ کے دل کو ایک تسلی بھی تھی کہ اس نے ایک انسان یعنی کیٹی کی جان بچانے اور اسے مصیبت سے چھٹکارا دلانے کے لئے ناگوں کی دنیا کا اصول توڑا ہے کسی دنیاوی لالچ یا ہوس کے لئے ایسا نہیں کیا۔ اس نے سوچا کہ اب جب کہ اس کو خزانے کا راز فاش کرنے کی سزا مل ہی چکی ہے تو بادشاہ کے پاس چل کر اسے بتا دینا چاہیئے کہ جو شاہی خزانہ چوری ہو گیا تھا وہ فلاں غار میں ہے تاکہ وہ کیٹی کو بادشاہ کی قید سے رہائی دلا سکے۔

یہ سوچ کر ناگ نے گہری سانس کھینچا۔ وہ یہ بھی آزمانا چاہتا

تھا کہ کہیں اس سے اپنا حلیہ و شکل بدلنے کی طاقت بھی تو نہیں چھین لی گئی؟ مگر ایسا نہیں تھا۔ اس کی باقی ساری طاقتیں ویسی کی ویسی اس کے پاس تھیں۔ صرف اس سے سانپوں کو حکم دیکر اپنی مرضی کے مطابق کام لینے کا اختیار چھین لیا گیا تھا۔ ناگ نے اس موضوع پر سوچنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس وقت اس کے سامنے سب سے اہم کام کیٹی کو رہا کرانے کا تھا۔

سانس کھینچتے ہی ناگ ایک سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر گیا یہ شکل اس نے اس لئے بدلی تھی کہ وہ جلدی سے جلدی بادشاہ کے محل میں پہنچنا چاہتا تھا۔ ناگ اندھیری رات کی تاریک فضاؤں میں اڑتا ہوا سیدھا بادشاہ سائرس کے محل کے بڑے دروازے کے سامنے والے باغ میں اتر گیا۔ اترتے ہی اس نے دوبارہ انسان کی شکل اختیار کی اور محل کے شاہی دروازے کی طرف بڑھا۔ دربان نے اسے دیکھا تو تلوار کھینچ کر للکارا۔

"کون ہو؟ وہیں کھڑے رہو۔"

ناگ وہیں رک گیا۔ دربان تلوار اٹھائے ناگ کے پاس آکر بولا۔

"تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا "میں بادشاہ سلامت کو اس کے چوری ہو چکے خزانے کا پتہ بتانے آیا ہوں۔ مجھے فوراً بادشاہ سلامت کے پاس پہنچ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ شاہی خزانہ کہاں ہے؟"

ناگ بولا: "میں نے خزانے کو اپنا آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں صرف بادشاہ سلامت کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں دفن ہے۔"

دربان کہنے لگا: "تم اس جگہ ٹھہرو میں بادشاہ سلامت کو خبر کرتا ہوں۔"

بادشاہ کو اطلاع ملی کہ ایک ایسا آدمی محل کے دروازے پر آیا ہے جو شاہی خزانے کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کہاں دفن ہے تو اس نے فوراً حکم دیا کہ اس آدمی کو پیش کیا جائے۔

ناگ بادشاہ کی خواب گاہ میں داخل ہوا تو بادشاہ [illegible] نے اسے غور سے پاؤں تک دیکھا۔ ناگ سے سوال کیا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا خزانے کے بارے میں؟ کیا تم ان لوگوں کے ساتھی ہو جنہوں نے میرا خزانہ چوری کیا تھا؟"

ناگ نے کہا: "نہیں بادشاہ سلامت! میں ان لوگوں کا ساتھی نہیں ہوں۔"

"پھر خزانے کے بارے میں تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

بادشاہ نے ناگ سے پوچھا۔ ناگ نے کہا۔

"میں ملک عراق کا رہنے والا ہوں اور سیر و سیاحت کرتے آپ کے ملک میں آیا ہوں۔ آج رات سونے کے لئے کوئی جگہ تلاش

کر رہا تھا کہ ایک غار میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک [پتھ]روں کے ڈھیر کے نیچے شاہی خزانے کے بورے دفن ہیں۔

بادشاہ نے بے تابی سے پوچھا۔

"یہ غار کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا: "کوہ بے ستون کے اندر ہے۔"

بادشاہ نے تالی بجا کر سپاہیوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ ناگ [کو] ساتھ لے کر کوہ بے ستون کے غار میں جائیں اور اگر وہاں خزانہ [ہو] تو اسے شاہی محل میں پہنچائیں۔ پھر بادشاہ نے ناگ کی طرف [دیک]ھ کر کہا۔

"[یا]د رکھو۔ اگر وہاں خزانہ نہ ہوا تو تمہاری گردن اتار دی جائے گی۔"

ناگ کہنے لگا۔ "مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ مگر میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس عورت کو خزانے کے ہیرے فروخت کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا وہ کہاں ہے؟"

بادشاہ بولا: "وہ تمہاری کون ہے؟ اس کے پاس تو ہمارے خزانے کے اصلی ہیرے برآمد ہوئے تھے۔"

ناگ نے کہا: "یہ درست ہے بادشاہ سلامت۔ مگر وہ بے گناہ تھی۔ وہ میری بہن تھی اور میں نے ہی اس دفن شدہ خزانے میں سے دو ہیرے نکال کر فروخت کرنے کے لئے دیئے تھے کیونکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے پاس خرچہ ختم ہو گیا تھا۔"

بادشاہ کہنے لگا۔

"لیکن جب تک ہمیں اپنا شاہی خزانہ نہیں مل جاتا ہم نہیں تمہاری بہن کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے۔ اس لئے ہمارے شاہی فوجی دستے کے ساتھ چل کر بتاؤ۔ کہ غار کس جگہ پر ہے۔"

ناگ نے سوچا کہ چلو خزانہ تو مل ہی جائے گا۔ اس کے بعد گیٹی کا پوچھ لیں گے۔ اس نے کہا۔

"جو حکم بادشاہ سلامت"

ناگ کو شاہی دستے نے اپنے ساتھ لیا اور کوہ بے ستون کی طرف چلا۔ بادشاہ نے شاہی فوجی دستے کے کمانڈر کو خفیہ طور پر حکم دے دیا تھا کہ اگر یہ شخص جھوٹا نکلے اور غار کے اندر خزانہ نہ ملے تو اسی جگہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

ادھر ایسا ہوا کہ سانپوں کی سلطنت میں جب پہلی بار ناگ دیوتا کے منہ سے زمین میں دفن کسی شاہی خزانے کا راز فاش ہو گیا تو شیش ناگ نے اژدہا کو حکم دیا کہ دوسرے سانپوں سے مل کر غار میں دفن شاہی خزانے کو زمین کے اندر ہی اندر سے کسی دوسری جگہ پر لے جا کر چھپا دیا جائے تاکہ اس خزانے پر ایک بار پھر راز کا پردہ پڑ جائے۔ چنانچہ شیش ناگ کا حکم ملتے ہی اژدہا نے آس پاس کے سارے سانپوں کو بلا لیا۔ انہوں نے زمین کے

اندر ایک لمبی سرنگ کر ڈالی اور خزانے کے بورے کو لے کر وہاں سے دور زمین کے اندر ہی اندر دریا کی تہہ کے نیچے لے گئے سانپوں نے غار کے اندر جو خزانے کی جگہ تھی اس کو مٹی اور پتھروں سے بھر دیا اور اسے اس طرح کر دیا کہ کوئی لاکھ وہاں سر پٹختا اسے خزانے کا ذرا سا بھی سراغ نہیں مل سکتا تھا۔

شاہی فوج کا دستہ ناگ کو لے کر غار کے باہر آ کر رک گیا۔

ناگ نے دستے کے کمانڈر سے کہا۔

"شاہی خزانہ غار کے اندر ہے مگر اس خزانے پر ایک زہریلا اژدھا پہرہ دے رہا ہے۔ میں اسے اپنی جگہ سے ہٹا دیتا ہوں۔"

کمانڈر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اژدہا کو خود ہٹا لیں گے۔"

اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ غار کے اندر جائیں اور اگر کوئی اژدھا نظر آتے تو اس کے ٹکڑے اڑا دیں ناگ انہیں منع ہی کرتا رہ گیا مگر سپاہی تلوار اٹھائے مشعلیں روشن کئے پتھروں کے ڈھیر کو ہٹا کر غار میں داخل ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے واپس آ کر کمانڈر کو بتایا کہ اندر نہ کوئی اژدھا ہے اور نہ ہی کوئی خزانہ ہے۔ ناگ کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں وہ جگہ دکھاتا ہوں جہاں خزانہ زمین میں دفن ہے۔"

فوج کے کمانڈر کو شک پڑ گیا تھا کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے تلوار کے دستے پہ اپنا ہاتھ مضبوط کر لیا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ اگر غار کے اندر جا کر خزانہ نہیں ملتا تو وہ ایک ہی ہاتھ مار کر ناگ کی گردن اڑا دے گا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"تم آگے آگے چلو"

ناگ غار میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے کمانڈر تلوار ہاتھ میں پکڑے چلا آ رہا تھا۔ آگے سپاہیوں نے مشعلیں روشن کر رکھی تھیں۔ ناگ کو سب سے پہلی تبدیلی یہ محسوس ہوئی کہ غار میں سے کسی بھی سانپ یا اژدہا کی بو نہیں آ رہی تھی اس نے سانپ کی زبان میں آواز دی۔

"اے اژدہا! تم کہاں ہو۔ میں جانتا ہوں تم میرا اب کوئی حکم نہیں مانو گے۔ مگر صرف اتنا بتا دو کہ خزانہ اپنی جگہ پہ ہے کہ نہیں؟"

اژدہا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ناگ کو یقین سا ہو گیا کہ چونکہ خزانے کا راز فاش ہو چکا تھا اس لئے ناگوں کی سلطنت کے قانون کے مطابق سانپ خزانے کو زمین کے اندر ہی اندر کھینچ کر کسی دوسری جگہ لے گئے ہیں۔ جس کے بارے میں اب وہ بھی

سراغ نہیں لگا سکتا تھا کیونکہ کوئی سانپ اس کا حکم ماننے کو تیار نہیں تھا۔ ناگ نے ایک جگہ زمین کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"خزانہ اسی جگہ دفن ہے۔"

کمانڈر نے حکم دیا کہ زمین کھود دی جائے۔ سپاہیوں نے کدالوں کی مدد سے زمین کھودنی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے وہاں دس فٹ گہرا گڑھا کھود ڈالا گیا مگر خزانہ کہیں نظر نہ آیا۔ ناگ کو خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے اس پہ حملہ کر دیا جائے۔ کیونکہ خزانہ نہیں مل رہا تھا۔ ادھر کمانڈر بھی ناگ کی گردن اڑانے کے لئے بالکل تیار تھا مگر ناگ بھی غافل نہیں تھا اور اس نے بھی اپنا بچاؤ سوچ لیا ہوا تھا۔

ایک سپاہی نے اپنے کمانڈر کی طرف دیکھ کر کہا کہ خزانہ نہیں ہے۔ کمانڈر اور ناگ دونوں ہی اسی آواز کا انتظار کر رہے تھے۔ جونہی سپاہی کے منہ سے یہ جملہ نکلا۔ کمانڈر کی تلوار اٹھی کہ ناگ کی گردن اڑا دے اور ناگ اس سے پہلے ہی سانس کھینچ کر انسانی صورت میں غائب ہو چکا تھا۔ سپاہی اور کمانڈر ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے تکنے لگے کہ یہاں ابھی ابھی ایک انسان کھڑا تھا وہ کم بخت کہاں غائب ہو گیا۔ کیا زمین کھا گئی اسے۔ ناگ ایک چھوٹی سی سیاہ چڑیا کی شکل میں اڑتا ہوا غار سے باہر نکل چکا تھا اس نے سپاہیوں اور کمانڈر کو وہیں حیران پریشان چھوڑا اور اڑتا ہوا اپنی سرائے کی پچھلی دیوار کے پاس آ کر زمین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر اتر آیا۔ یہاں اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور اپنی کوٹھڑی کھول کر بستر پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اب اسے کیٹی کے بارے میں کس طرح سراغ لگانا چاہیے۔ اس کی شکل بادشاہ سپاہی اور دربان وغیرہ دیکھ چکے تھے اور شہر میں اسے پکڑا جا سکتا تھا۔ یہ تو خیر ایسی پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی کیونکہ ناگ کسی پرندے کی شکل میں بھی اس شہر میں رہ سکتا تھا لیکن اصل پریشانی اس بات کی تھی کہ اسے کیٹی کے حال کے بارے میں ابھی تک کچھ علم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کہاں پر قید ہے؟

ناگ غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا کہ بادشاہ کو علم ہے کہ کیٹی کو کس جگہ پر قید کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ناگ کو بادشاہ کے پاس جا کر کیٹی کے متعلق معلوم کرنا ہوگا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ بادشاہ اس وقت ناگ کا جانی دشمن تھا۔ کیونکہ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ ناگ اور اس کے ساتھیوں نے شاہی خزانہ چوری کیا تھا اور اب ان ہی کی وجہ سے وہ غائب ہو گیا ہے۔ لیکن ناگ کو بادشاہ کی مخالفت کی پرواہ نہیں تھی

صبح ہوئی تو ناگ بادشاہ کے محل کی طرف چل پڑا دن کافی نکل آیا تھا۔ اور شہر کے مکانوں اور آتش کدے کے اونچے مینار پر دھوپ چمک رہی تھی۔ ناگ اپنی اصلی

انسانی شکل میں چلا جا رہا تھا۔ مگر شاہی محل کے قریب جا کر اس نے سوچا کہ کسی پرندے کی شکل میں محل میں داخل ہونا چاہیے۔ اس نے دیکھا کہ شاہی محل میں بہت سے لوگ آ جا رہے ہیں اور شاہی خزانے کے ایک بار پھر گم ہو جانے کی وجہ سے ایک افراتفری مچی ہوئی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ بادشاہ اس وقت بہت مصروف ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے رات میں کسی وقت ملا جائے۔

اس خیال کے ساتھ ہی ناگ واپس سرائے میں آ گیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ سارا دن اپنی کوٹھڑی میں لیٹا عنبر، کیٹی اور ماریا کے بارے میں غور کرتا رہا۔ عنبر کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس حالت میں ہے۔ لیکن اس وقت سب سے زیادہ فکر اور پریشانی ناگ کو کیٹی کے بارے میں تھی۔ کیونکہ کیٹی کو نقصان پہنچ سکتا تھا اور وہ خاص حالات میں مر بھی سکتی تھی۔ اس لئے اس کی جان بچانا اور اس کی مدد کو پہنچنا بہت ضروری ہے۔

رات ہو گئی۔ اندھیرا چھا گیا۔ ناگ نے کچھ دیر اور لگا دی تاکہ رات زیادہ گہری ہو جائے۔ جب آدھی رات ہو گئی تو ناگ سرائے کے بڑے میدان میں دیوار کے پاس آیا۔ سانس کھینچ کر سیاہ عقاب کی شکل اختیار کی اور رات کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاریک فضاؤں میں شاہی محل کی طرف پرواز کر گیا۔

شاہی محل کی چھت پر اندھیرا گھپ تھا۔ دور کونے کی برجیوں میں ایک ایک پہرے دار تھا جو پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ شاہی محل کی ایک دیوار میں باہر کو نکلی ہوئی گیلری میں آ گیا۔ اس گیلری کے ساتھ جنگلی سفید گلاب کی جھاڑیاں چمٹی ہوئی تھیں جن کی جڑ نیچے شاہی باغ کے فرش تک گئی ہوئی تھی۔ ناگ گیلری میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ بادشاہ کی خواب گاہ یعنی سونے کا کمرہ کس جگہ اور کس طرف ہو گا اسے گلاب کی بیل میں ہلکی کی آہٹ سنائی دی۔ اس نے اپنی چونچ ایک طرف اٹھا کر نیچے دیکھا تو گھپ اندھیرے میں اسے ایک سیاہ پوش آدمی جس نے اپنا منہ سر چھپا رکھا تھا۔ بیل کی شاخوں کو پکڑ کر دیوار کے ساتھ پاؤں ٹکاتا اوپر چڑھتا دکھائی دیا۔

ناگ حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہے جو رات کی تاریکی میں یوں محل کی دیوار پر چوری کی غرض سے چوروں کی طرح چڑھ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی چور ہو۔ ہو سکتا ہے کوئی سازشی باغی ہو اور کسی کو قتل کرنے آیا ہو۔ ناگ نے ایک گہرا سانس کھینچا اور چھوٹے کالے سانپ کی شکل میں آگیا۔ کیونکہ بڑا اژدہا اس پر اسرار چور کے ساتھ محل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

پر اسرار اجنبی گلاب کی بیل کی مدد سے گیلری میں آگیا اس

نے جھک کر نیچے اور دائیں بائیں دیکھا اور کچھ سیکنڈ کیلئے گیلری میں ہی سانس روک کر بیٹھا رہا۔ جب اسے تسلی ہو گئی کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا اور وہاں کوئی نہیں ہے تو وہ اٹھا اور گیلری کے ستونوں کے درمیان گری ہوئی صندل کی لکڑی کی جالیوں کو جیب سے خنجر نکال کر اس طرح کاٹنے لگا کہ آواز پیدا نہ ہو۔ ناگ سانپ کی شکل میں گیلری کی ایک طرف کونے میں لگا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لکڑی کی جالی جب ایک طرف سے کٹ گئی تو وہ سیاہ پوش آدمی اندر داخل ہو گیا۔ ناگ بھی رینگتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے چلا۔

دوسری طرف ساتھ ساتھ دیوار میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ سیاہ پوش نے ایک کمرے کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر تین بار آہستہ سے اس پر دستک دی۔ دو سیکنڈ کے بعد ایک عورت نے دروازہ کھولا اور اسے اندر بلا لیا۔ ناگ بھی اندھیرے میں تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ سیاہ پوش آدمی نے اندر جاتے ہی اس عورت سے کہا۔

"سب ٹھیک ہے؟"

عورت کے چہرے پر گھبراہٹ سی تھی کہنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب ٹھیک ہے ۔ مگر ۔۔۔ مگر کہیں ہم پکڑے نہ جائیں ۔

" بکواس بند کرو ۔ اب اگر تم پیچھے ہٹیں یا زبان کھولی تو میں تجھے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا ۔

یہ کہکر سیاہ پوش آدمی اس کمرے سے ایک خفیہ دروازے سے دوسری طرف نکل گیا ۔ ناگ اس کے پیچھے پیچھے تھا ۔

پتھر کی زندہ ماریا

ناگ اس کمرے میں آکر حیران رہ گیا کیونکہ یہ بادشاہ کا سونے کا کمرہ تھا ۔ اور بادشاہ ایک شاندار مسہری والے پلنگ پر خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا ۔ اس کا مطلب ہے کہ گہری نیند سو رہا تھا ۔ خواب گاہ یعنی سونے کے کمرے میں ہیرے جواہرات والے شمع دان کی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔ سیاہ پوش نے خنجر نکال لیا تھا جبھی وہ سوئے ہوئے بادشاہ کے پلنگ کی طرف بڑھا کہ خنجر سینے میں گھونپ کر بادشاہ کو قتل کر دے ناگ پھنکار مار کر سیاہ پوش کے قدموں کی طرف بڑھا اور اس کی ٹانگوں کو اس طرح جکڑا کہ وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا ۔

اس کے گرنے سے شور ہوا تو بادشاہ کی آنکھ کھل گئی ۔ سیاہ پوش جلدی سے اٹھا اور خنجر تان کر بادشاہ پر حملہ کر دیا ۔ ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے سانس کھینچ کر انسانی شکل بدلی اور اچھل کر سیاہ پوش قاتل کو گردن سے دبوچ کر نیچے گرا دیا اور خنجر اٹھا کر اس کے سینے پہ رکھ دیا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ قاتل اسے قتل کرنے آیا تھا۔ اس نے گرج کر کہا۔

کون ہو تم۔

ناگ نے کہا۔ بادشاہ سلامت یہ شخص آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا تھا۔ اگر میں یہاں نہ ہوتا تو اس وقت بستر پہ آپ کی لاش پڑی ہوتی۔"

بادشاہ کو بھی احساس تھا کہ ناگ نے اس کی جان بچائی ہے۔ اس نے فوراً دربانوں کو بلا لیا اور سیاہ پوش کو ان کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اسے زندان میں ڈال دیا جائے کل ہم خود اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔ جب دربان سیاہ پوش قاتل کو پکڑ کر لے گئے تو بادشاہ نے ناگ سے پوچھا

تم کون ہو۔ اور میری خواب گاہ میں کیسے داخل ہوئے؟

اس کا ناگ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ کہنے لگا۔

اے بادشاہ! آپ مجھ سے یہ نہ پوچھیں کہ میں کون ہوں۔ اور آپ کی خواب گاہ میں کیسے داخل ہوا۔ کیونکہ میں نے آپ کو بتا بھی دیا تو آپ اسے نہیں سمجھ سکیں گے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے آپ کی جان بچائی ہے۔"

بادشاہ کہنے لگا۔

یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ تم آخر کس لئے یہاں آئے تھے؟

لیکن اچانک بادشاہ نے شمع کی روشنی اونچی کی تو ناگ کے چہرے پہ پوری روشنی پڑنے لگی۔ بادشاہ نے فوراً ناگ کو پہچان لیا اور ایک دم غصے میں آ کر بولا۔

"اچھا تو تم میرے خزانہ کے چور ہو اور تم ہی میرے سپاہیوں کو دھوکا دے کر غار سے فرار ہو گئے تھے اور تم نے ہی ہمارا خزانہ غائب کیا ہے۔"

ناگ کو خیال تھا کہ شاید نیم اندھیرا ہونے کی وجہ سے بادشاہ اسے نہیں پہچانے گا۔ مگر اس نے ناگ کو پہچان لیا تھا ناگ اس صورت حال کے لئے بھی تیار تھا۔ اس نے کہا۔

"اے بادشاہ یقین کریں میں نے آپ کا خزانہ چوری نہیں کیا۔"

بادشاہ نے پوچھا۔ "پھر تم نے کیوں کہا تھا کہ خزانہ غار میں دبا ہوا ہے اور تم میرے سپاہیوں کو لے کر وہاں تک گئے بھی تھے۔"

ناگ نے کہا۔ "اور آپ نے سپاہیوں کے سردار کو خفیہ حکم دے رکھا تھا کہ خزانہ نہ ملنے کی صورت میں میری گردن اڑا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی جائے۔

بادشاہ بولا ہاں: "ہاں۔ ہم نے یہ حکم دیا تھا۔ کیونکہ تم ہمارے خزانے کے چور ہو۔ ڈاکو ہو۔"

ناگ کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! میں اگر چاہتا تو اس سیاہ پوش قاتل نے اب تک آپ کا کام تمام کر دیا ہوتا اور آپ مجھے چور اور ڈاکو کہنے کے لئے زندہ نہ ہوتے۔ آپ مجھے میرے احسان کا بدلہ دے رہے ہیں۔

بادشاہ بستر سے اٹھ کر بولا "تم شاہی مجرم ہو۔ ہم تمہیں سزا دیں گے۔"

اور وہ دربانوں کو بلانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ناگ نے آگے بڑھ کر بادشاہ کا راستہ روک لیا اور کہا۔

"اے بادشاہ! میں تم پر اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر تم نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں تم پر یہ راز کھول دوں کہ میں کون ہوں۔ لو ۔۔ میری طرف غور سے دیکھو۔"

ناگ نے ایک گہرا سانس کھینچا اور انسان سے سانپ بن گیا یہ ایک بہت زبردست سانپ تھا۔ جس نے فرش سے پانچ فٹ بلند ہو کر اپنا بہت بڑا پھن اٹھا رکھا تھا۔ بادشاہ دہشت کے مارے ایک دم پیچھے ہٹ گیا اسے اپنی آنکھوں

پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

ناگ واپس انسانی شکل میں آ گیا۔ اس کی آنکھیں ابھی تک سرخ تھیں۔ اس نے گہری نظروں سے بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے بادشاہ! کیا اب تمہیں پتہ چل گیا کہ میں کون ہوں؟"

بادشاہ سائرس کے تو ہوش گم تھے۔ وہ ٹکر ٹکر ناگ کو تک رہا تھا۔ اس نے کہانیاں بہت سن رکھی تھیں۔ مگر آج تک کسی انسان کو سانپ اور سانپ کو انسان بنتے نہیں دیکھا تھا۔ اس پر ناگ کی طاقت اور عظمت کا گہرا اثر ہوا۔ اس نے ناگ کی طرف احسان بھری نظروں سے دیکھ کر کہا۔

"میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میری جان بچائی۔ تم یقیناً کوئی دیوتا ہو۔ میری وجہ سے تمہیں جو ذہنی تکلیف پہنچی اس کیلئے میں معذرت چاہتا ہوں۔"

ناگ نے کہا: "مجھے آپ کی معذرت کی ضرورت نہیں ہے مجھے اس وقت صرف یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ جس لڑکی کیٹی کو آپ نے قید کر رکھا ہے وہ قید خانہ کہاں ہے۔"

بادشاہ نے پیشانی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اے دیوتا! مجھے معاف کر دینا۔ مجھ سے ایک بھاری غلطی ہو چکی ہے۔ لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا کیونکہ مجھے یقین دلایا گیا تھا کہ کیٹی ہی خزانے کے چوروں کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھی ہے۔

ناگ نے گھبرا کر پوچھا۔

"کیا آپ نے اسے قتل کروا دیا؟"

بادشاہ نے کہا۔ "نہیں میں نے اسے دیوار میں زندہ چنوا دیا تھا"

ناگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کیٹی قبر کے اندر بھی آکسیجن کے بغیر سال بھر تک زندہ رہ سکتی ہے۔ اس نے پوچھا۔ "وہ دیوار کہاں پر ہے۔ جس کے اندر آپ نے کیٹی کو چنوا دیا تھا؟"

بادشاہ بولا۔ وہ کوئی دیوار نہیں بلکہ تہہ خانہ تھا۔ جس کے دروازے کو میرے حکم سے اینٹ پتھر اور گارے چونے سے بند کر دیا گیا تھا۔" ناگ نے کہا: "کیا آپ مجھے اس تہہ خانے کا راستہ بتائیں گے؟"

بادشاہ بولا۔ "اے دیوتا! میں خود آپ کو لے کر اس تہہ خانے تک جاؤں گا۔ لیکن اپنی بہن کی لاش دیکھ کر مجھ پر اپنا عذاب نازل نہ کریں۔"

ناگ نے کہا، نہیں نازل کروں گا۔ عذاب اب آپ مجھے جلدی سے تہہ خانے میں لے چلیں۔"

بادشاہ نے ایک سیاہ لبادہ جسم کے گرد لپٹا اور ناگ کو ساتھ لے کر خفیہ راستے سے محل کے اندر ہی اندر سے ہوتا ہوا قلعے کے اس یانع آ گیا جہاں لوہے کے جنگلے کے اندر تہہ

خانے کا دروازہ تھا۔ جس کو گارا چونا لگا کر بند کر دیا گیا تھا یہاں دو پہرے دار سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ وہ دو آدمیوں کو دیکھ کر ایکدم چوکس ہو گئے اور نیزے تان دیئے۔ بادشاہ نے انہیں اپنا چہرہ دکھایا تو وہ فوراً آداب سے جھک گئے۔ بادشاہ نے کہا جتنی جلدی ہو سکے دیوار کو گرا دو۔

سپاہیوں نے دیوار کی اینٹوں اور پتھروں کو نیزوں کی مدد سے اکھاڑنا شروع کر دیا۔ اندر کیٹی دیوار کے ساتھ کونے میں لگی سر جھکائے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ابھی خدا جانے اسے کتنی دیر اور اس قبر میں رہنا ہوگا۔ کہ اچانک اسے دیوار پر کھٹ کھٹ کی آوازیں آنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں ہی دیوار میں ایک سوراخ ہو گیا۔

ناگ نے بادشاہ سے کہا۔

آپ یہیں ٹھہریں میں اندر جا کر اپنی بہن کو دیکھتا ہوں۔

اور ناگ سوراخ میں سے تہہ خانے میں داخل ہو گیا۔ اس نے آواز دی۔

کیٹی تم کہاں ہو"؟

کیٹی نے ناگ کو دیکھا تو خوش ہو کر اس کی طرف لپکی۔

ناگ بھیا! خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔

بادشاہ نے جب ناگ اور اس عورت کو زندہ سلامت باہر نکلتے دیکھا جس کے بارے میں بادشاہ کو یقین تھا کہ دم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھٹ کر کب کی مرچکی ہوگی تو دنگ رہ گیا۔ بادشاہ۔ ان دونوں کو دیوہی دیوتا سمجھ رہا تھا جو مر نہیں سکتے۔

بادشاہ ان کو اپنے محل میں لے گیا اور ناگ سے کہنے لگا۔

اے دیوتا! تم دلوں کے راز جانتے ہو۔ جب تم میرے سپاہیوں کو غار میں خزانہ دکھانے لے گئے تھے تو پھر یہ کیسے ہوا کہ خزانہ وہاں سے بھی غائب ہو گیا؟ کیا تم اتنے بڑے دیوتا ہو کہ مجھے یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ میرا شاہی خزانہ کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا" وقت آنے پر آپ کو یہ بھی بتا دیا جائے گا ہمیں اجازت دیجئے میں پھر آپ سے مل لوں گا۔"

بادشاہ بولا" نہیں۔ آپ میرے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر آئے ہیں۔ آپ میرے شاہی محل میں خاص مہمان بن کر رہیں گے۔

ناگ اور کیٹی کو اسی شہر میں ابھی ماریا کو تلاش کرنا تھا۔ وہ راضی ہو گئے۔ بادشاہ نے اسی وقت شاہی مہمان خانہ کھلوا کر ناگ اور کیٹی کو بڑے عزت سے وہاں پہنچا دیا۔ جب بادشاہ کے اہل کار چلے گئے تو کیٹی نے ناگ کو اور ناگ نے کیٹی کو سارے واقعات بیان کئے۔ کیٹی نے پوچھا۔

" شاہی خزانہ کیسے گم ہو گیا غار سے؟

ناگ نے کہا:" کیٹی! میرے ساتھ ایک افسوس ناک بات ہو گئی ہے جو میں نے تمہیں نہیں بتائی تم جانتی ہو کہ ناگوں کی سلطنت میں کچھ اصول اور قانون ہوتے ہیں۔ جن کی ہر حال میں ہمیں

حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ ان میں ایک اصول یہ بھی ہے کہ ہم زمین کے کسی خفیہ خزانے سے خود تو اپنی ضرورت کے مطابق کچھ لے سکتے ہیں مگر کسی دوسرے کو اس خزانے کا راز نہیں بتا سکتے لیکن میں نے تمہارا پتہ معلوم کرنے کے لئے بادشاہ کو خزانے کا راز بتا دیا کہ وہ کس جگہ پر دفن ہے میں نے ناگوں کی دنیا کا ایک اصول اور قانون توڑا اس کی سزا ناگوں کی دنیا کے سب سے بڑے شیش ناگ نے مجھے یہ دی ہے کہ اب کوئی سانپ میرا حکم نہیں مانے گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں کسی سانپ کو حکم دے کر یہ نہیں پوچھ سکتا کہ بادشاہ کا خزانہ کس جگہ پر لے جایا گیا ہے۔"

کیٹی حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگی۔

ناگ بھیا! یہ تو بہت برا ہوا۔ تم نے میری خاطر اتنی بڑی پریشانی کیوں اٹھائی؟

ناگ بولا۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

کیٹی نے کہا:" اب کیا ہو گا۔ تمہاری طاقت تو آدھی رہ گئی ہے۔ کیا شیش ناگ تمہیں معاف نہیں کرے گا؟

ناگ بولا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا مشکل نظر آتا ہے۔ لیکن یہ بعد میں سوچ لیں گے۔ اس وقت تو ہمیں صرف ماریا کے بارے معلوم کرنا ہے کہ وہ کس جگہ پر ہے۔"

کیٹی کہنے لگی:" ہمارا خیال تھا کہ وہ اس شہر میں ہو گی۔ مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ابھی تک ہمیں اس کی خوشبو کہیں سے بھی محسوس نہیں ہوئی میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں یہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف چل دینا چاہیئے۔

ناگ خاموش رہا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"تم بھی ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن ہمیں سرائے کی کوٹھڑی سے اس ملک کا سکہ ملا تھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ ماریا کو اغوا کر کے اسی ملک میں کسی جگہ لایا گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا: اگر ماریا اس ملک میں ہوتی تو اس کی خوشبو ضرور آجاتی۔

ناگ بولا "یہ ملک بہت بڑا ہے ہو سکتا ہے۔ ماریا اس شہر میں نہیں تو کسی دوسرے شہر میں ہو۔ بہتر ہو گا۔ کہ ہم دو ایک روز اس شہر میں ماریا کو تلاش کر لینے کے بعد یہاں سے کسی دوسرے شہر میں جا کر اسے ڈھونڈھنے کی کوشش کریں۔"

"ایسا ہی کرتے ہیں۔

کیٹی نے جواب دیا اور وہ آرام کرنے کے لئے شاندار بستروں پر لیٹ گئے۔

دو روز تک شہر میں ناگ اور کیٹی نے ماریا کو جگہ جگہ تلاش کیا۔ ہر گلی محلے اور بازار اور جنگل میں جا کر انہوں نے ماریا کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی۔ مگر ماریا کی خوشبو کہیں سے

بھی نہ آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ماریا اپنی شخصیت کھو کر اس وقت آگ کی دیوی کی شکل میں آتش کدے کے استھان پر آگ کے الاؤ کے سامنے آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی۔ شاہی پروہت سارکش اور طہماسش کی موت کے بعد اب آگ کی دیوی ماریا کو اپنی جگہ سے حرکت دینے والا اور اس کو حکم دے کر اٹھانے بٹھانے اور چلانے والا اب کوئی نہیں تھا جو نیا پروہت آیا تھا اس کو وہ خفیہ منتر نہیں آتے تھے جن کی مدد سے آگ کی دیوی ماریا کو اپنی مرضی کے مطابق چلایا پھرایا جا سکتا تھا۔ آگ کی دیوی بن جانے کے بعد ماریا کے جسم سے وہ خوشبو نکلنا بند ہو گئی تھی جو ناگ اور کیٹی کو اس کے پاس لے جا سکتی تھی۔ اور ناگ اور کیٹی کو آتش کدے میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ماریا اس جگہ پر بھی ہو سکتی ہے۔ دو روز بعد ناگ اور کیٹی نے بادشاہ سے کہا کہ اب وہ شاہی محل کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ بادشاہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے ملک سے جائیں کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ناگ اور کیٹی دیوی دیوتا ہیں اور ان کے جانے سے اس کے ملک سے برکت جاتی رہے گی۔ کہنے لگا۔

میری خواہش ہے کہ اب میرے ملک سے نہ جائیں اور میرے محل میں ہی رہیں۔

ناگ نے کہا، "نہیں اے بادشاہ ہمارا جانا بہت ضروری ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی مگر ناگ اور کیٹی نہ مانے۔ بادشاہ نے ناامید ہو کر کہا۔

"اے دیوی دیوتا! اگر آپ نے جانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر آج رات ہمارے ملک کے سب سے بڑے آتش کدے (مندر) میں آگ کی پوجا کی رسم ہو رہی ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس رسم کو دیکھ کر جائیں۔

ناگ نے کہا۔ "ہم آتش پرست نہیں ہیں۔ ہمیں اس رسم سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

بادشاہ کہنے لگا: "میں مانتا ہوں لیکن اے عظیم ناگ دیوتا! ایک بار آپ اس رسم میں شریک ہو جائیں گے تو ہمارے مندر پر دیوتاؤں کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں گی۔ میرا دل نہ توڑیں۔

ناگ نے کیٹی سے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے کیٹی؟"

کیٹی نے کہا: "چلو آج کی رات ٹھہر جاتے ہیں۔"

بادشاہ بڑا خوش ہوا اور دونوں کا شکریہ ادا کرنے کے بعد بولا۔

"رات کو میرے شاہی سوار آ کر آپ کو مندر لے جائیں گے۔

جب بادشاہ چلا تو کیٹی نے کہا۔

ان آگ کی پوجا کرنے والوں کے مندر میں سوائے آگ کے اور کیا ہوگا۔

ناگ مسکرایا، تم ہی نے تو کہا ہے کہ ہم ٹھہر جاتے ہیں۔

کیٹی بولی: "میں نے بادشاہ کی دل جوئی کے لئے ایسا کہہ دیا تھا۔

"ٹھیک ہے آج کی رات آگ کی پوجا کی رسم بھی دیکھ لیتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "میرا خیال ہے یہ لوگ آگ کی کسی دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔

ناگ بولا: میرا خیال ہے کہ دیوی کہاں ہوگی۔ بس آگ جل رہی ہوگی اور یہ اس پر عود و لوبان ڈال کر بھجن پڑھیں گے۔"

اچھا رات کو چل کر دیکھ لیں گے" کیٹی نے کہا۔

آدھی رات کو بادشاہ کے شاہی سوار آئے اور ناگ اور کیٹی کو بڑے ادب اور احترام کے ساتھ بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ناگ اور کیٹی کا استقبال کیا اور دونوں کے ہمراہ شاہی آتش کدے (مندر) کی طرف خاص سواری میں بیٹھ کر چل دیا۔ راستے میں بادشاہ نے ناگ کو بتایا

"یہ ایک خاص رسم ہوگی۔ جس میں صرف اور شاہی پروہت ہی شریک ہوں گے۔ یہ بادشاہ اور اس کی سلطنت کی خیر و برکت کے لئے ہر مہینے کی پندرھویں رات کو ہوا کرتی ہے اور اس میں سوائے بادشاہ اور شاہی پروہت کے اور کوئی حصہ نہیں لے سکتا۔ لیکن آپ چونکہ دیوی دیوتا ہیں اس لئے آپ کا وہاں موجود ہونا اور بھی خیر و برکت کا باعث ہوگا

ناگ اور کیٹی خاموشی سے بادشاہ کی باتیں سنتے رہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں اس کی آگ کی خاص رسم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ محض اس رات ٹھہر گئے تھے کہ بادشاہ نے ان کی بہت منت سماجت کی تھی۔ آگے جا کر کیا انکشاف ہونے والا تھا؟ اس کی ان دونوں میں سے کسی کو کچھ خبر نہ تھی۔

مندر کے باہر سواری رک گئی۔ بادشاہ کے لئے مندر کا دروازہ کھول دیا گیا۔ بادشاہ ناگ اور کیٹی کو ساتھ لے کر مندر میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔ ناگ اور کیٹی نے دیکھا کہ بہت بڑے کشادہ کمرے کے وسط میں آگ کا ایک الاؤ دہک رہا ہے۔ شعلے اوپر کو اٹھ رہے ہیں۔ شاہی پروہت بھجن پڑھتے ہوئے آگ میں عود و عنبر پھینک رہا ہے۔ فضا میں بھاری خوشبو میں پھیلی ہوئی ہیں اس آگ کی روشنی میں ناگ کو الاؤ کے پیچھے استھان پر ایک عورت زرق برق لباس میں آنکھیں بند کئے بیٹھی دور سے نظر آئی مگر وہ اسے نہ پہچان سکا۔ بادشاہ کیلئے استھان سے تھوڑے فاصلے پر دائیں جانب سونے کا ایک تخت بچھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے ناگ اور کیٹی سے کہا۔

آپ میرے ساتھ تخت پر تشریف رکھیں گے۔

ناگ اور کیٹی تخت کے قریب پہنچے تو اچانک کیٹی کی نظر آگ کی دیوی پر پڑ گئی۔ وہ چیخ مار کر بولی۔

ناگ۔۔۔ وہ دیکھو ماریا بیٹھی ہے۔

ناگ نے چونک کر استھان کی طرف دیکھا۔ سچ مچ وہاں ماریا

[زرق] برق لباس پہنے آلتی پالتی مارے، گردن اٹھائے آنکھیں [بند] کئے بڑے جلال کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"ماریا!"

ناگ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ بادشاہ اور پروہت [حی]ران پریشان ہو کر ناگ اور کیٹی کا منہ تکنے لگے۔ ناگ جلدی [سے] ماریا کے استھان کے پاس گیا اور اس کی حالت اور اس کی [صو]رت دیکھ کر بولا۔

"ماریا! ماریا"!

مگر ماریا نے نہ اپنی آنکھیں کھولیں اور نہ ناگ کو کوئی جواب دیا [شا]ہی پروہت اپنی چوکی سے اور بادشاہ اپنے تخت سے اٹھ [بیٹھے] اور ایک دوسرے کو تکنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر وہ [ناگ] اور کیٹی کے پاس آ گئے جو استھان کے قریب کھڑے ماریا [کو] پھٹی پھٹی آنکھوں سے تک رہے تھے اور اسے بلانے کی [کو]شش کر رہے تھے۔ ماریا تو جیسے پتھر کی مورتی بنی بیٹھی [تھ]ی۔ نہ وہ آنکھیں کھولتی تھی نہ اس کے جسم میں کوئی حرکت [ہو ر]ہی تھی اور نہ وہ کسی بات کا جواب ہی دے رہی تھی۔ [باد]شاہ نے آہستہ سے ناگ سے پوچھا۔

[ا]ے دیوتا! آپ آگ کی دیوی کو کس لئے پکار رہے ہیں؟"

ناگ نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

یہ آگ کی دیوی آپ کو کہاں سے ملی تھی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ نے کہا: یہ ہماری آگ کی دیوی ہے اس مندر
پہلے والا شاہی پروہت اسے آسمانوں سے اتار کر ہمارے
مندر کے لئے لایا تھا۔

ناگ نے پوچھا: وہ شاہی پروہت کہاں ہے؟"

بادشاہ نے جواب دیا۔

"وہ غدار نکلا وہ اپنے ساتھی کے ہمراہ ہمارا شاہی خزانہ
چرا کر فرار ہو گیا ہوا ہے۔"

اب ناگ کو یاد آیا کہ کوہ بے ستون کے غار میں شاہی خزانے
کے اژدھے نے جن پہلے دو آدمیوں کو مار کر ہڑپ کیا تھا
یہی دو شاہی پروہت تھے جنہوں نے شاہی خزانہ کسی طرح
سے نکال کر وہاں دبا دیا تھا۔ ناگ نے بادشاہ سے پوچھا۔

کیا وہ شاہی پروہت طلسم اور جادو بھی جانتا تھا؟"

بادشاہ نے کہا: "ہو سکتا ہے وہ طلسم اور جادو بھی جانتا
ہو۔ مگر اس کو کچھ ایسے خفیہ منتر یاد تھے۔ جن کی مدد سے
اس آگ کی دیوی سے بات کر لیتا تھا اور اسے چلاتا تھا
جب سے وہ خزانہ لے کر فرار ہوا ہے آگ کی دیوی اپنی جگہ
اس طرح بے حس و حرکت بیٹھی ہے۔

ناگ نے اپنا سر پکڑ لیا اور کیٹی کو ایک طرف لے جا کر
کہا۔

"کیٹی! یہ وہی کمبخت شاہی پروہت تھا جس نے ماریا کو

دنیا کی سرائے سے اغوا کیا اور اسے اپنی منتروں کی مدد سے
حالت سے ماریا کو جسمانی حالت میں لایا اور آگ کی دیوی
یہاں بٹھا دیا تاکہ سب پر اس کا رعب چھا جائے اور وہ
مرضی سے آگ کی دیوی سے کام لے سکے۔"

کیٹی نے کہا "یقیناً اس ڈاکو نے خزانہ بھی ماریا ہی کی مدد
شاہی محل سے نکلوایا ہوگا۔"

ناگ بولا۔ "تم ٹھیک کہتی ہو۔ کیونکہ اگر وہ ماریا کو غیبی
سے ظاہری حالت میں لا سکتا تھا تو اسے پھر سے
ب بھی کر سکتا تھا اور اپنے قابو میں رکھ سکتا تھا۔

بادشاہ نے بڑے قریب آ کر آداب سے کہا۔

"اے دیوتا! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ پر ہماری آگ
دیوی نے بڑا عجیب سا اثر کیا ہے اور آپ لوگ اسے ماریا
نام سے بلاتے رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا: "اے بادشاہ! آپ اس راز کو نہیں سمجھ
سکتے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا اس شاہی پروہت نے اس آگ
دیوی کو آگ کے شعلوں میں سے گزارا تھا؟"

بادشاہ بولا: "ہاں۔ اس نے ایسا ہی کیا تھا اور آگ کی دیوی
الاؤ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

ناگ نے کیٹی سے کہا: "یہی اس مکار کا سب سے بڑا شعبدہ
جس سے وہ بادشاہ اور رعایا پر اپنی برتری ثابت کرتا

چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ماریا اگر جسمانی حالت میں بھی آجائے تو غیر طلسمی آگ اس پہ اثر نہیں کر سکتی۔

بادشاہ نے کہا۔

اے عظیم دیوی دیوتا! اگر آگ کی وجہ سے آپ کو کوئی پریشانی ہوئی ہے تو ہمیں معاف کر دیں۔

ناگ نے بادشاہ سے کہا: "اے بادشاہ سلامت! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اطمینان سے اپنی پوجا کی رسم شروع کریں۔"

اور ناگ کیٹی خاموشی سے بادشاہ کے پہلو میں تخت پہ جا کر بیٹھ گئے۔ اور پوجا کی خاص رسم شروع ہو گئی۔ شاہی پروہت بلند آواز سے اشلوک پڑھنے لگا۔ پھر اس نے اٹھ کر آگ کے الاؤ کے گرد سات چکر لگائے۔ ماریا کو استھان کے آگے جا کر ماتھا ٹیکا اس کے بعد ایک چاندی کے برتن میں سے سیندور اور زعفران لا کر بادشاہ کے ماتھے پہ لگایا اور اس گلے میں پھولوں کی مالا ڈالی اور بلند آواز میں بادشاہ اور اس کی سلطنت کے لئے دعا مانگنے لگا۔

اس دوران میں بھی ناگ برابر ماریا کی طرف دیکھتا رہا۔ ماریا بے بس بیٹھی تھی وہ ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہی تھی۔ پوجا کی رسم ختم ہوئی تو ناگ اور کیٹی بھی بادشاہ کے ساتھ واپس آگئے اب ناگ نے بادشاہ سے کہا۔

بادشاہ سلامت! ہم نے یہاں سے جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ ہم کچھ دن اور یہاں رہیں گے۔

بادشاہ نے خوش ہو کر کہا: "اس سے زیادہ میری خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے"

ناگ اور کیٹی کو ان کے شاہی مہمان خانے میں پہنچا دیا گیا۔ وہ ماریا کی اس کایا پلٹ کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ ناگ نے کہا: "ماریا کو اس حیثیت پہ دہشت شار کس کے منتروں نے جکڑ دیا ہوا ہے ہمیں وہ منتر معلوم نہیں ہیں۔ اور اب تو میں کسی سانپ سے کوئی مدد بھی نہیں لے سکتا۔ خدا جانے ماریا کو اس طلسم سے کیسے نجات ملے گی۔"

کیٹی بھی پریشان تھی۔ ماریا پتھر کی زندہ مورتی بنی بیٹھی تھی اسے بھی کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ جس سے ماریا کو اس طلسم سے نکال کر انسانی حالت میں لایا جا سکتا۔ ناگ نے کہا۔

بہرحال ایک بات طے ہے کہ ہمیں اسی جگہ رہنا ہو گا اور جب تک ماریا اپنی اصلی حالت میں نہیں آجاتا۔ ہم یہاں سے ہرگز ہرگز کسی طرف نہیں جائیں گے۔

ناگ بستر پہ بیٹھ گیا۔ اس نے سر جھکا کر سوچنا شروع کر دیا۔ کہ کس ترکیب پہ عمل کرنے سے ماریا کا جادو توڑا جا سکتا تھا۔ کیٹی کھڑکی میں کھڑی ہو کر باغ میں دیکھنے لگی جہاں رات کے اندھیرے میں درختوں کے جھنڈ بھوتوں کی طرح نظر آ رہے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالا چہرہ سُرخ آنکھیں

اب ہم عنبر کی طرف جاتے ہیں۔
دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہے اور اس کے ساتھ کیا گزرنے والی ہے۔ آپ گذشتہ قسط میں پڑھ چکے ہیں کہ عنبر اندلس کی فضاؤں سے نکل کر افریقہ کے ساحل پہ پہنچا تھا اور پھر وہاں سے وہ ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں روانہ ہو گیا تھا۔ اس کے پاس پر اسرار زرد عورت کی دی ہوئی جو چاندی کی دو چوڑیاں تھیں وہ اچانک ایک روز اس کی کلائی سے غائب ہو گئی تھیں اور اب وہ اکیلا ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ مصر کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ راستے میں وہ ملک عراق میں ٹھہرے گا اور یہاں اپنے دوستوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گا۔
یہ قافلہ سنگلاخ ویران میدانوں اور صحراؤں میں تین دن

سفر کرنے کے بعد انطاکیہ کی جنوبی وادی میں ایک پرانی عمارتوں اور ویران کھنڈروں والے قصبے کی سرائے میں آ کر آرام کے لیے ٹھہر گیا تھا سارا دن قافلے کے لوگوں نے وہاں آرام کیا۔ یہاں ایک صحرائی چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہاں لوگ نہائے۔ تازہ دم ہوئے اور کچھ سو گئے اور کچھ قصبے کے ارد گرد پھیلے ہوئے کھنڈرات اور پرانی عمارتوں کی سیر کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ اس لیے گرمی زیادہ نہیں تھی اور ریت کے ٹیلے ٹھنڈے ہونے لگے تھے۔

عنبر ایک مسافر کے پاس کھجوروں کے درختوں والے صحن میں قالین کے پرانے ٹکڑے پر بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا وہ مسافر اٹھ کر سونے کے لیے کوٹھڑی میں چلا گیا تو عنبر نے سوچا کہ چلو میں بھی کچھ دیر قصبے کی پرانی عمارتوں اور کھنڈروں کی سیر کرتا ہوں۔ کارواں سرائے سے نکل کر عنبر ٹبوں کھائیوں اور ریت کے ٹیلوں میں سے گزرتا باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ سامنے ایک پتھریلی زمین والا کھلا میدان سا ہے جس میں ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت کھڑی ہے۔ یہ عمارت بالکل ویران تھی۔ وہاں کوئی انسان دور دور تک دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کی چھتیں ٹوٹی اور ڈھلانی تھیں۔ کہیں کہیں دوسری منزل پہ ایک چھتی ہوئی راہ داری ایک منزل کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری منزل سے ملاتی تھی۔ یہ راہ داری بھی سنسان تھی شکل صورت سے یہ عمارت رومن زمانے کی ایسی خانقاہ لگتی تھی جہاں مذہبی تعلیم حاصل کرنے والے لوگ اور مسافر آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔ رومن زمانہ گزر چکا تھا اور ابھی عنبر اور ناگ ماریا کو اس زمانے میں داخل ہونا تھا کیونکہ وہ تاریخ میں واپسی کا سفر کر رہے تھے۔ اس عمارت کے ایک تکونے لکڑی کے مینار پر ایک بڑا سا مکروہ صورت گدھ گردن منہ ڈالے چپ چاپ اداس بیٹھا تھا۔

عنبر کو یہ عمارت بڑی پر اسرار لگی۔ وہ اس کے قریب آ گیا اس کا بہت اونچا محراب دار گیٹ تھا جو بڑے بڑے بھورے پتھر جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ اور اس کا کوئی دروازہ نہیں تھا اندر جانے والے کچے راستے پر روڑے اور پتھروں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ ڈوبتے سورج کی روشنی میں عمارت کے سائے میدان میں لمبے ہونے لگے تھے۔ عنبر اس بڑے گیٹ میں سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اندر دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے کمروں والے کتنے ہی مکان بنے ہوئے ہیں مگر سب کے سب خالی اور ویران ہیں۔ سب مکانوں کے دروازے کھڑکیاں کھلی تھیں اور کمرے بھائیں بھائیں کر رہے تھے۔ عنبر بائیں جانب آیا تو اسے کچھ فاصلے پر ایک پل بنا ہوا نظر آیا

جو ایک منزل کو دوسری منزل کے کمروں سے ملا رہا تھا۔ اس چھوٹے سے کچھ سات منزلہ پل پر شام کے ہلکے ہلکے پھیلتے اندھیرے میں عنبر کو ایک آدمی اور ایک عورت کھڑے دکھائی دیئے۔ عنبر نے سمجھا کہ یہ یہاں رہتے ہوں گے چل کر ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ عمارت کتنی پرانی ہے اور یہاں کون رہتا ہے۔

عنبر پل کے نیچے آیا تو اس نے اوپر منہ کر کے آواز دی۔ "آپ لوگوں پہ خدا مہربان ہو۔ یہ عمارت کسی بادشاہ نے بنوائی تھی؟"

پل پر کھڑے آدمی اور عورت نے کوئی حرکت نہ کی آدمی نے رومن زمانے کے پادریوں ایسا لمبا سیاہ چغہ اور سر پر گول سیاہ ٹوپی پہن رکھی تھی۔ عورت نے لال رنگ کا لمبا چغہ پہنا ہوا تھا اور اس کے بھورے لمبے بال اس کے شانوں سے پھیل کر نیچے لہرا رہے تھے۔ کیونکہ وہ پل پر جھکی دیکھ رہی تھی۔

عنبر نے ایک بار پھر ان کو آواز دی۔ اس بار عنبر نے عورت کو مخاطب کر کے کہا۔

"معزز خاتون! کیا یہ قلعہ کسی رومن بادشاہ نے بنوایا تھا؟"

عورت نے اس دفعہ بھی کوئی جواب نہ دیا۔ سب سے زیادہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ دونوں مرد عورت ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہے تھے۔ عنبر کو نیچے سے اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ دونوں اس کی طرف دیکھ بھی رہے ہیں کہ نہیں یا یہ کہ ان تک اس کی آواز بھی پہنچی ہے کہ نہیں۔ وہ آگے بڑھا تو دیکھا کہ دائیں طرف عمارت کی دوسری منزل کی کھڑکیاں بند ہیں۔ پہلی منزل کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا ہے۔ یہاں بھی زمین بچھی تھی اور جگہ جگہ پتھر اور روڑے بکھرے ہوئے تھے۔

یہاں عنبر کی نظر ایک اور عورت پر پڑی جو عمارت کے چبوترے پر دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔ اس نے بالوں کا جوڑا بنا کر سر کے اوپر باندھ رکھا تھا۔ ایک ہاتھ میں سیاہ دستے والا پرانے زمانے کا گول آئینہ تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے ہونٹوں پر یوں انگلی پھیر رہی تھی جیسے لپ سٹک لگا رہی ہو۔ اس کا لباس بھی سرخ تھا۔

عنبر نے قریب جا کر پوچھا۔

محترمہ! یہ عمارت کس بادشاہ کی بنائی ہوئی ہے؟

اس عورت نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسی طرح ایک ہاتھ میں آئینہ اور دوسرے ہاتھ کو ہونٹوں پر سرخی لگانے کے انداز میں اٹھائے خاموش بیٹھی رہی۔ عنبر اس کے اور نزدیک آگیا۔ عورت بے حس پتھر کی مورتی کی طرح بیٹھی تھی

عنبر نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ذرا سا ہلایا کہ یہ دیکھے کہیں یہ عورت آنکھیں کھول کر تو نہیں سو رہی عنبر کے ہاتھ لگاتے ہی وہ عورت دھڑام سے زمین پر منہ کے بل گر پڑی عنبر گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ کیونکہ اس عورت کی پیٹھ میں ایک کالے دستے والا خنجر آدھے سے زیادہ گھسا ہوا تھا اور وہاں زخم پر خون جم چکا تھا۔

عنبر نے سوچا کہ اسے واپس ہی چلے جانا چاہیئے کہیں خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ وہ واپس جانے کیلئے مڑا ہی تھا کہ اسے عمارت کے اندر سے ایک عورت کی آواز سنائی دی جو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔

بچاؤ — مجھے بچاؤ۔ میری مدد کرو۔"

عنبر عمارت کے دروازے میں تیزی سے داخل ہو گیا۔ دوسری جانب ایک کمرہ ویران پڑا تھا۔ گرد بھرے قالین پر پرانے زمانے کا فرنیچر تھا جس پر مٹی جمی ہوئی تھی۔ دیوار پر آتشدان کے اوپر ایک بارہ سنگھے کا کٹا ہوا سر لگا تھا۔ جس کے سینگوں پر مکڑی نے جالا تن رکھا تھا۔ عنبر حیران تھا کہ کمرہ بالکل خالی ہے۔ پھر عورت کی چیخ کی آواز کہاں سے آئی تھی۔ اسے لکڑی کی پرانی گرد آلود دیوار میں ایک جگہ روشندان میں غروب ہوتے سورج کی سرخی کی چمک میں دو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں چمکتی دکھائی دیں۔ یہ آنکھیں سرخ تھیں اور ٹکٹکی باندھے عنبر کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

عنبر دیوار کی طرف بڑھا تو آنکھیں غائب ہو گئیں۔ عنبر کو یہ عمارت آسیبی لگی۔ وہ وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا کہ اچانک عورت کی وہی آواز پھر سنائی دی۔ عنبر نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا جدھر سے یہ آواز آئی تھی۔ یہ آواز لکڑیوں کی گرد بھری سیڑھیوں کی جانب سے آئی تھی جو اوپر دوسری منزل کو جاتی تھیں۔ عنبر سیڑھیوں میں آ گیا۔ یہاں مکڑیوں نے جالے لگا رکھے تھے۔ جالے عنبر کے منہ سے چمٹنے لگے۔ وہ جالے ہاتھوں سے ہٹاتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیوں کے پرانے تختے چرچرا رہے تھے اور ان پر یوں مٹی جمی تھی کہ لگتا تھا وہاں صدیوں سے کوئی اوپر نہیں چڑھا۔

عنبر سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل میں آ گیا۔ اس منزل میں کوئی روشندان نہیں تھا۔ کھڑکیاں بند تھیں اور فضا میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس اندھیرے میں عنبر نے قدم اٹھا کر آگے بڑھاتے ہی تھے کہ ایک عورت جس کے بال کھلے تھے اور جس کے گال پر زخم کے نشان میں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر لئے اندھیرے کونے میں سے نکل کر اس کی طرف آئی۔

عنبر رک گیا۔ "کون ہو تم؟" اس نے پوچھا۔

عورت نے کوئی جواب نہ دیا اور آگے بڑھتی چلی آئی۔ نبر اس لئے ڈر نہیں رہا تھا کہ وہ جانتا تھا عورت کا خنجر س کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ عورت عنبر کے بالکل سامنے آ گئی۔ عنبر نے دیکھا کہ عورت کا چہرہ بالکل سیاہ تھا اور سرخ کھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ عنبر ایک قدم پیچھے ہٹا ر بولا۔ "تم کون ہو؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟"

عورت کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا اور اس نے خنجر سے حملہ ر دیا۔ عنبر نے خنجر کو پکڑنا چاہا تو اس کی نوک لگنے سے عنبر کا سارا جسم سن ہو گیا اور آنکھیں اپنے آپ بند ہونے لگیں۔ اس کے پاؤں کانپنے لگے اور وہ بے اختیار ہو کر فرش پر گر پڑا۔ اس نے آخری بار جو آواز سنی وہ اس ڈراؤنی عورت کے قہقہے اور پھر چیخ کی بلند آواز تھی۔ اس کے بعد عنبر کو کوئی ہوش نہ رہا۔

جب عنبر کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ کچھ پریشان حال لوگوں کے ساتھ ایک پرانے قلعے کی دیوار کے اوپر کھڑا ہے۔ شام کا وقت ہے۔ نیچے دریا بہہ رہا ہے۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے قیدیوں ایسے ہیں۔ اس کے ساتھ جو چھ سات آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑے ہیں ان کے حُلیے بھی غلاموں اور قیدیوں ایسے ہیں ان میں ایک عورت اٹھارہ انیس سال کی تھی جس کے ہونٹ کپکپا رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ وہ روتی ہوئی آنکھوں سے کہتی ہے۔

"مجھے نہ مارو۔ مجھ پر رحم کرو۔"

سامنے قلعے کی چھت پر ایک آدمی جو شکل صورت سے وزیر یا کسی قدیم زمانے کا صوبے کا گورنر لگتا ہے زرق برق لباس پہنے ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ دو حبشی غلام اس کو مورچھل جھل رہے ہیں۔ قطار میں سپاہی تیر کمان تلواریں لئے کھڑے ہیں۔ دو جلاد آگے بڑھتے ہیں۔ ایک قیدی کو پکڑ کر چمڑے کے تھیلے میں بند کر کے تھیلے کا منہ تسموں سے بند کرتے ہیں اور وزیر کے حکم سے اُسے قلعے کی دیوار سے نیچے دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ عنبر سب کچھ دیکھ رہا ہے اور کوئی حرکت نہیں کرتا۔ کچھ نہیں کہتا۔ اس کی زبان پر جیسے کسی طلسم نے تالا لگا دیا ہے۔ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا۔ باری باری سب قیدیوں کو چمڑے کے تھیلوں میں بند کر کے دریا میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ان سب کو کسی جرم میں موت کی سزا دی جا رہی ہے۔ عنبر اور وہ لڑکی بھی ان میں شامل ہے۔

جلاد لڑکی کو کھینچ کر تھیلے میں ڈالتے ہیں۔ وہ رو رہی ہے

واویلا کر رہی ہے۔ رحم کی بھیک مانگتی ہے۔ مگر ظالم وزیر پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ لڑکی کو تھیلے میں بند کر کے دریا میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد عنبر کو پکڑ کر تھیلے میں ڈالا جاتا ہے۔ عنبر اب بھی کوئی حرکت نہیں کرتا۔ وہ خاموش ہے۔ جیسے پتھر ہو گیا ہو۔ اسے کچھ معلوم نہیں کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ کونسا ملک ہے۔ کون سا زمانہ ہے۔ کس بادشاہ کی حکومت ہے اور اسے کس جرم کی وجہ سے موت کی سزا دی جا رہی ہے۔

عنبر کو تھیلے میں بند کر کے دریا میں لڑھکا دیا جاتا ہے۔

وہ دھڑام سے دریا میں جا گرتا ہے۔ گرتے کے ساتھ ہی عنبر کے جسم میں ایک بجلی کی لہر سی بیدار ہو کر اسے بیدار کر دیتی ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں کا زور لگا کر تھیلے کے تسمے توڑ کر تھیلے کا منہ کھول دیتا ہے اور پھر دریا کے اندر ہی اندر غوطہ لگا کر اندازے سے اس مقام پر جاتا ہے جہاں لڑکی کا تھیلا دریا کی تہہ میں پڑا تھا۔ عنبر تھیلے کے تسمے توڑ ڈالتا ہے اور اس کے اندر سے لڑکی کو نکال کر اسے پانی کے اندر ہی اندر کھینچتا ہوا دور لے جا کر دریا سے باہر نکال لیتا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریا سے باہر نکال لیتا ہے۔

لڑکی نیم بے ہوش تھی۔ یہاں دریا کا کنارہ سنسان تھا اور رات کے پھیلتے اندھیرے میں کہیں کہیں مینڈک ٹرا رہے تھے۔ عنبر نے لڑکی کو الٹا لٹا کر اس کے منہ سے دریا کا پانی نکالا اور پھر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی نے آنکھیں کھول دیں اور سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا میں مر چکی ہوں؟ تم کوئی فرشتے ہو؟"

عنبر نے کہا "نہ تم مر چکی ہو اور نہ میں کوئی فرشتہ ہوں۔ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں اور تم زندہ ہو۔"

لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی پھر چاروں طرف دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ موصل شہر ہے اور یہ دریائے فرات کا کنارہ ہے۔ اور تم — تم کو میرے ساتھ دریا میں پھینکا گیا تھا۔"

عنبر بولا "ہاں — اور میں کوشش کر کے تھیلے سے باہر نکل آیا اور تمہیں بھی تھیلے سے باہر نکال کر یہاں کنارے پہ لے آیا ہوں۔"

لڑکی نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی طرح ہاتھ

ٹھا کر کہا۔

"اے رب اللعالمین تیرا شکر ہے کہ تُو نے میری جان بچا لی۔"

عنبر فوراً سمجھ گیا کہ یہ مسلمان لڑکی ہے اور وہ کسی مسلمان بادشاہ کے زمانے میں نکل آیا ہے۔ اس نے لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم کون ہو؟"

اب لڑکی نے حیرت سے عنبر کو دیکھا اور بولی۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں بغداد کے خلیفہ کی نواسی ہوں جس کی سلطنت کو تاتاریوں نے تباہ و برباد کر کے اسے اور اس کے سارے خاندان والوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ میرا نام عاصمہ ہے۔ تم ہمارے ساتھ ہی ایک ہفتہ سے موصل کے قید خانے میں تھے اور تمہیں بھی اس لئے ہمارے ساتھ دریا میں پھینک دیا گیا تھا کہ تم محل کے قریب گھومتے ہوئے پائے گئے تھے اور موصل کے تاتاری گورنر نے تمہیں بھی ہمارے ساتھ ہی موت کا حکم سنا دیا۔"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"ہاں ہاں۔ اب یاد آ گیا۔ دراصل دریا میں بورے میں بند ہو کر گرائے جانے سے میرے ہوش و حواس تھوڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر کے لئے غائب ہو گئے تھے۔ اب مجھے سب کچھ یاد آ گیا ہے۔ شہزادی صاحبہ!"

عنبر کو خاک بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔ لیکن عباسی خلیفہ کی نواسی شہزادی عباسیہ کی باتیں سن کر وہ سب کچھ جان گیا تھا وہ ایران کے شہنشاہ سائرس کے زمانے سے نکل کر مسلمانوں کے عباسی بادشاہوں کے زمانے میں نکل آیا تھا۔ یہ عباسی بادشاہوں کا آخری دور تھا۔ جب ہر طرف بددیانتی ایک دوسرے سے نفرت، منافقت بڑھ گئی تھی۔ اسلام کے نام پہ دولت کے پجاری لوگ اسلام کو بھی بدنام کر رہے تھے نقلی اور جھوٹے پیر جگہ جگہ لوگوں کو دھوکا دیتے پھرتے تھے۔ شاہی محلوں میں بھی عیش و عشرت کا بازار گرم تھا اور پھر تاتاریوں کا خونخوار طوفان آندھی کی طرح بغداد پہ چھا گیا اور ہلاکو خان نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ چودہ روز تک شہر میں تاتاری لوگوں کا قتل عام کرتے رہے۔ بغداد کے گلی کوچے خون میں نہا گئے۔ دریائے دجلہ اور فرات انسانی لاشوں سے بھر گئے۔ شاہی خاندان کے تمام افراد کو قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ کی یہ نواسی عباسیہ شاہی خاندان کی ایک خاتون تھی جیسے عنبر اور دوسرے مسلمان امیروں کے ساتھ تاتاری گورنر کے حکم سے چمڑے کے تھیلے

یں بند کر کے دریا میں پھینک دیا گیا تھا کہ عنبر نے اسے ہر نکال لیا۔ عنبر یہ بھی سمجھ گیا کہ وہ کئی سو سال پیچھے ی طرف چلا گیا ہے اور ناگ ماریا اور کیٹی سے بہت دور ہو گیا ہے۔ یہ ان کا واپسی کا سفر تھا اور ناگ ماریا کیٹی بھی یچھے کی طرف سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ لیکن اسے یہ علوم نہیں تھا کہ اب ان لوگوں سے اس کی کہاں اور کن الات میں اور کب ملاقات ہو گی۔

اس نے شہزادی عباسیہ سے کہا۔

میرا نام عنبر ہے۔ میں موصل میں ایک پردیسی ہوں اور شہر بصرہ سے سیر و سیاحت کرنے موصل آیا ہوا تھا ایک روز شاہی حل کے قریب سے گزر رہا تھا کہ تاتاریوں نے مجھے گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا۔"

شہزادی عباسیہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

"ہم لوگ گناہ گار ہو گئے تھے۔ خدا نے ہمارے گناہوں ی سزا تاتاریوں کے قہر کی شکل میں دی ہے۔ شاہی خاندان کا ایک بھی شخص زندہ نہیں بچا۔

اور شہزادی عباسیہ سسکیاں بھرنے لگی۔ عنبر نے اسے حوصلہ اور تسلی دی اور کہا

"رونے دھونے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ شہزادی صاحبہ خدا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو منظور تھا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کہاں جانا چاہتی ہیں۔
شہزادی نے چونک کر عنبر کو کہا۔

"کیا تم مجھے میرے چچا کے پاس یمن پہنچا سکتے ہو؟
مگر تم تو خود میری طرح مجبور و بے بس ہو۔ میرے ساتھ
اگر تمہیں بھی تاتاریوں نے دیکھ لیا تو زندہ نہ چھوڑیں گے۔"
عنبر نے کہا۔

"میں کوشش کروں گا کہ آپ کو حفاظت سے یمن آپ کے
چچا کے پاس پہنچا دوں لیکن اس وقت ہمیں یہاں سے کہیں
دور نکل جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہم موصل شہر کے قلعے سے بہت
قریب ہیں اور ہو سکتا ہے کہ تاتاری سپاہی یہ دیکھنے کے لئے
ادھر آجائیں کہ کوئی مجرم دریا سے باہر تو نہیں نکل آیا۔"

شہزادی گھبرا گئی اور بولی۔ "تم ٹھیک کہتے ہو بھائی۔ میں
اس علاقے سے خوب واقف ہوں۔ یہاں دریا کے دوسرے
کنارے پر دور ایک ریت کے ٹیلے کے دامن میں پرانے
زمانے کے غار ہیں
ہم وہاں جا کر چھپ سکتے ہیں۔"
عنبر نے شہزادی سے کہا۔

"یہ ہی مناسب رہے گا۔ ہم رات کے اندھیرے میں دریا
پار کر کے دوسرے کنارے پر چلے جاتے ہیں۔"

وہ اٹھ کر دریا کی طرف چلے ہی تھے کہ اچانک گھوڑوں
کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے شہزادی کو دریا کنارے
اگی ہوئی لمبی لمبی گھاس میں بٹھا دیا اور خود بھی جلدی سے
نیچے ہو گیا۔ مگر تاتاری سپاہیوں نے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ یہ
دو سپاہی تھے اور تلوار تیر کمان لگائے وحشی جانوروں کی
طرح گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور عنبر کے سر پہ آکر رک
گئے۔ انہوں نے تیر پھینکے جو عنبر کے سر پہ اور شہزادی عباسیہ
کے درمیان میں آکر زمین میں کھب گئے۔ عنبر نے شہزادی کو
گھاس میں ہی دوسری طرف دھکیل دیا اور خود گھاس میں سے
باہر نکل کر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"میں اپنے آپ کو گرفتاری کے پیش کرتا ہوں۔"

مگر وحشی تاتاری بھلا ان باتوں کو کیا سمجھتے تھے۔ دونوں
سپاہیوں نے تیر کمانوں میں تیر جوڑ کر عنبر کے سینے پر مارے
ان کے تیر آکر عنبر کی چھاتی سے ٹکرائے اور دوہرے
ہو کر گھاس میں گر پڑے مگر اندھیرا ہونے کی وجہ سے
شہزادی اور تاتاری سپاہی عنبر کی اس کرامت کو نہ دیکھ
سکے۔ عنبر اب ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ
شہزادی کی جان کو خطرہ تھا۔ اس نے اچھل کر ایک جست سی
لگائی اور تاتاری سپاہی کی ٹانگوں کو پکڑ کر اسے گھوڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے نیچے گرا دیا۔ دوسرے سپاہی نے عنبر کے اوپر گھوڑا چڑھانے کی کوشش کی مگر عنبر اس عرصے میں نیچے گرے ہوئے سپاہی کا گلا دبا کر اسے ہلاک کر چکا تھا۔

پھر اس نے دوسرے سپاہی کو کھینچا تو اس نے تلوار کو پورے زور سے عنبر کے سر پر دے مارا۔ ایک کھنکا کی آواز آئی جیسے کوئی تلوار پتھر کے پیالے سے ٹکرا گئی ہو عنبر کا کچھ نہ بگڑا اور سپاہی کی تلوار ٹوٹ گئی۔ سپاہی نے یہ خیال کیا کہ اس آدمی نے سر پر لوہے کا خول چڑھا رکھا ہے اس نے ایک وحشیانہ نعرہ لگایا اور نیزے سے عنبر کے سینے پر حملہ کیا۔ عنبر نے نیزے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر زور سے ایک جھٹکا دیا۔

تاتاری سپاہی گھوڑے سے لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا نیزہ عنبر نے اسی کے سینے میں اتار دیا۔

دونوں وحشی تاتاری کو ہلاک کرنے کے بعد عنبر نے شہزادی عباسیہ کو آواز دی۔ وہ خوف زدہ ہرنی کی طرح گھاس میں سے باہر نکلی۔ وہ ڈر کے مارے کانپ رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"شہزادی! گھوڑے پر بیٹھ کر گھوڑا میرے ساتھ دریا میں ڈال دیں۔"

شہزادی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ عنبر دوسرے

گھوڑے پر بیٹھ گیا اور دونوں نے اندھیرے میں گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دریائے فرات ان دنوں زیادہ چوڑا نہیں ہوتا تھا۔ گھوڑے دریا میں تیرتے چلے جا رہے تھے بہت جلد وہ دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ شہزادی نے کہا۔

"عنبر! میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ ہم ریت کے ٹیلے والے پرانے غاروں کی طرف جائیں گے۔"

شہزادی عباسیہ نے صحرا میں گھوڑے کو دور ریت کے بلند ٹیلے کی طرف ڈال دیا۔ عنبر اس کے پیچھے پیچھے گھوڑا دوڑائے چلا آ رہا تھا۔ رات اب پوری طرح چھا چکی تھی اور آسمان پر کتنے ہی ستارے نکل کر چمکنا شروع ہو گئے تھے۔ رات کے اندھیرے میں دیر تک گھوڑے دوڑاتے رہنے کے بعد عنبر اور شہزادی عباسیہ ریت کے بلند ٹیلے کے دامن میں پہنچ گئے اس جگہ ٹیلے کے عقب میں کیکر اور ببول کی اونچی اونچی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ ان جھاڑیوں کے درمیان ایک کھائی کی طرح کا راستہ ٹیلے کی طرف جاتا تھا۔ وہ گھوڑوں پر سوار اسی سوکھے نالے کی طرح ویران کھائی ہی سے گذرتے چلے گئے

شہزادی عباسیہ آگے آگے تھی وہ دونوں خاموشی سے گذرتے گئے۔ شہزادی رات کی تاریکی میں راستہ تلاش کرتی جا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی۔ یہ سوکھا نالہ آگے جا کر ایک طرف گھوم گیا یہاں زمین ڈھلانی ہو گئی اور کیکر کے درختوں کے جھنڈ بڑے ڈراونے لگ رہے تھے۔ شہزادی اس جگہ گھوڑے سے اتر پڑی اور بولی۔

"عنبر! تم بھی گھوڑے سے اتر آؤ۔ کیونکہ غار شروع ہونے والے ہیں اور ہم گھوڑوں پر بیٹھ کر اندر نہیں داخل ہو سکیں گے۔"

عنبر بھی گھوڑے سے اتر گیا اور وہ گھوڑے کی باگ تھامے شہزادی کے ساتھ چلنے لگا۔

کیکر کے ان درختوں کے درمیان ایک جگہ غار کا تاریک دروازہ دکھائی دیا۔ جس کے اوپر جنگلی بیلیں کچھ اس طرح سے جھکی ہوئی تھیں کہ وہ دیوار ہی لگ رہا تھا۔ شہزادی نے کہا۔

"یہاں سے اس ٹیلے کا غار شروع ہوتا ہے۔ یہ غار زمین کے اندر ہی اندر ٹیلے کے نیچے پھیلا ہوا ہے۔"

دونوں غار میں داخل ہو گئے۔ غار میں بہت ہی گھپ اندھیرا تھا۔ غار میں جب وہ کافی آگے نکل گئے تو وہ ایک جگہ پر مڑنے کے بعد ایک کھلا مقام آ گیا جہاں غار کی چھت اونچی تھی اور پتھر کے بڑے بڑے قدرتی ستون بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے گھوڑے ایک جگہ باندھ دیئے اور ایک

کے پیچھے جگہ بنا کر بیٹھ گئے۔ شہزادی عباسیہ کو تو اندھیرے زیادہ نظر نہیں آ رہا تھا مگر عنبر اندھیرے میں سب کچھ رہا تھا۔

شہزادی سے عنبر نے پوچھا۔

"یمن جانے کے لئے ہمیں کونسا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ شہزادی صاحبہ؟"

شہزادی نے کہا۔ "اسی ٹیلے سے جنوب مغرب کی طرف ایک راستہ صحرا میں سے گزرتا ہوا آبنائے ہرمز کی طرف جاتا ہے۔ اگر ہم گھوڑوں پر راتوں کو سفر کرتے جائیں تو چار راتوں میں آبنائے ہرمز پہنچ جائیں گے۔ آبنائے ہرمز ایک دو میل چوڑا سمندر ہے جو خشکی کے اندر آ گیا ہے اس سمندر کے دوسرے کنارے پر یمن کا ملک شروع ہو جاتا ہے"

عنبر بولا۔ "ہمیں چار دن کے لئے کھانے پینے کے سامان کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔"

شہزادی نے کہا۔ "یہ انتظام کس طرح ہوگا؟ پانی تو صحرائی راستے میں ہر دس کوس پر مل جائے گا۔ کیونکہ یہ قافلوں کا راستہ ہے اور میرے نانا عباسی خلیفہ نے اس صحرائی راستے پر ہر دس کوس کے فاصلے پر کنوئیں کھدوا رکھے ہیں۔ مگر کھانے کو ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور ہمارے پاس کوئی سکہ بھی نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔

عنبر نے کہا۔ اس کے لئے میرا خیال ہے مجھے بھیس بدل کر شہر جانا ہوگا اور کھانے کے لئے خشک گوشت اور میوے خرید کر لاتے ہوں گے۔"

شہزادی نے کہا: "مگر تمہارے پاس تو کوئی اشرفی نہیں ہے تم یہ چیزیں کہاں سے خریدو گے؟

عنبر بولا۔" اس کا بھی کچھ نہ کچھ بندوبست کر لوں گا۔ بہر حال آپ بھوکی نہیں رہ سکتیں۔

"تو کیا تم بھوکے رہ سکتے ہو؟"

عنبر نے جلدی سے کہا۔ میرا مطلب تھا کہ ہم دونوں ہی چار دن بھوکے نہیں رہ سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں مجھے صبح شہر جانا پڑے گا۔

شہزادی نے گھبرا کر کہا۔ "مگر تاتاری تمہیں پکڑ لیں گے۔ وہ تمہاری شکل سے واقف ہیں۔"

عنبر بولا، "میں بھیس بدل کر جاؤں گا۔ وہ مجھے ہرگز نہیں پہچان سکیں گے۔

شہزادی نے کہا کہ تم کونسا بھیس بدلو گے۔ تمہارے پاس تو سوائے ان پھٹے پرانے کپڑوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ عنبر نے کہا شاید تمہیں یاد نہیں رہا کہ دریا کے کنارے دو تاتاری سپاہیوں کی

لاشیں پڑی ہیں۔ میں ان میں سے ایک سپاہی کی وردی پہن لوں گا۔"

شہزادی کہنے لگی۔

"اچھا خیال ہے مگر تمہیں بڑی ہوشیاری سے کام لینا ہوگا کیونکہ تم تاتاری زبان نہیں جانتے۔"

عنبر بولا۔" میں تاتاری زبان بول لیتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو

شہزادی نے کہا۔" ایک بات میں تم سے پوچھنا چاہتی تھی کہ تم نے ان دو سپاہیوں کو نہتے رہ کر کیسے ہلاک کر ڈالا؟

انہوں نے تم پر تیر برسائے تھے۔

عنبر بولا، بس خدا کی قدرت تھی کہ بچ گیا اور انہیں باری باری بچھاڑ ڈالا۔ ورنہ میری موت یقینی تھی۔

اور عنبر اندھیرے میں اپنے آپ مسکرایا۔ کیونکہ ابھی شہزادی کو اس کی اصل طاقت کا علم نہیں تھا۔ اور نہ ہی عنبر خواہ مخواہ اسے اپنی طاقت کا راز بتانا چاہتا تھا۔ جب دن نکلا تو عنبر نے شہزادی عباسیہ کو غار کے اندر ہی رہنے کی ہدایت کی اور خود غار سے نکل، گھوڑے پر بیٹھ دریا پار کر کے اس جگہ آگیا جہاں جھاڑیوں میں دونوں تاتاری سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ان میں سے ایک سپاہی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وردی اتار کر پہنی۔ تیر کمان لگایا اور شہر موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر قریب ہی تھا۔ لوگ اسے تاتاری سپاہی سمجھ کر ڈر کر بھاگ جاتے تھے کوئی تاتاری سپاہی قریب سے گذرتا تو وہ آپس میں سلام علیک بھی لے لیتے تھے۔ عنبر شہر میں آ گیا۔ یہاں ہر طرف تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ کتنے ہی مکان جل کر راکھ کا ڈھیر بنے ہوئے تھے۔ دکانیں لٹ چکی تھیں اور کئی جگہوں پر انسانوں کی لاشیں ابھی تک پڑی تھیں۔

عنبر تاتاری سپاہی کے لباس میں کسی ایسی دکان کو ڈھونڈ رہا تھا کہ جو کھانے پینے کی دکان ہو اور لٹ چکی ہو تاکہ وہاں سے کچھ بچی کھچی چیزیں اکٹھی کر کے لے جاتے اچانک ایک چوک میں پہنچا تو پیچھے سے چار تاتاری سپاہی اس کے قریب گھوڑے دوڑاتے آئے اور ان میں ایک جوان کا سردار لگتا تھا بولا۔

"چلکاش اکالام کہاں ہے۔ وہ تمہارے ساتھ گیا تھا"

عنبر فوراً سمجھ گیا کہ یہ کالام نام کا سپاہی وہی تھا جس کی لاش اپنے ساتھی چلکاش کے پاس پڑی تھی اور جسے عنبر نے ہلاک کیا تھا۔ اب یہ سپاہی عنبر کے سامنے آ گئے اور سردار عنبر کی طرف دیکھ کر بولا

"یہ چلکاش نہیں ہے اسے پکڑ لو"

ایک دم سارے سپاہیوں نے عنبر کو جکڑ لیا اور تلواریں نکال لیں۔ عنبر کی طرف سردار نے گھور کر ایک مرتبہ پھر دیکھا اور بولا۔

"یہ تو وہی شاہی قیدی ہے جس کو رات قلعے پر سے نیچے دریا میں پھینکا گیا تھا۔ اس کی گردن اتار دو"

دوسرا سردار بولا۔ مگر سردار اس نے کمانڈر چلکاش کی وردی پہنی ہے۔

اس سے پہلے پوچھتے ہیں کہ چلکاش کہاں ہے"

عنبر نے کہا "وہ میں تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گا کہ میں نے اسے کہاں رکھا ہوا ہے"

کمانڈر نے تلوار لہرائی اور عنبر کی گردن پر زور سے ماری گردن کٹنے کی بجائے تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ تاتاری کمانڈر چلایا۔

"اس نے گردن میں لوہے کا پٹہ ڈال رکھا ہے مجھے دوسری تلوار دو۔"

فوراً ایک سپاہی نے دوسری تلوار پھینکی۔ کمانڈر نے تلوار ہاتھ میں تھام کر عنبر کے سینے میں گھونپ دی مگر تلوار عنبر کے سینے سے ٹکرا کر پھسلی اور کمانڈر کے ہاتھ کو زخمی کرتی ہوئی نیچے گر پڑی۔ کمانڈر عنبر کو حیرت سے تکنے لگا۔ سپاہی بھی حیران ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمانڈار نے کہا۔

"اس نے سارے جسم پر لوہے کی جالی لپیٹی ہوئی ہے چلو اسے میدان میں چل کر آگ لگا دو۔

سپاہی عنبر کو پکڑ کر ایک خالی میدان میں لے آئے جہاں تاتاری سپاہیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ عنبر اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش تھا عنبر کو درخت سے باندھ کر آگ لگائی ہی جانے والی تھی کہ تاتاری سپاہی بھاگتا ہوا آیا اس نے اعلان کیا۔

"خان اعظم نے دیوتاؤں کی قربانی دینے کا اعلان کیا ہے اس لئے حکم دیا ہے کہ ایک ماہ تک کسی انسان یا جانور کو ہلاک نہ کیا جائے سب قتل عام بند کر دیا جائے۔

کمانڈار نے مجبور ہو کر عنبر کو درخت سے کھولنے کا حکم دیا اور کہا" یہ ہمارے ایک سپاہی چلکاش کا قاتل ہے۔ اسے قید میں ڈال دو۔ ایک ماہ بعد خود اسے آگ میں زندہ جلا دوں گا۔

عنبر کو قلعے میں لے جا کر قید میں زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیا گیا۔

○

تختِ سلیمان کی چڑیل

مگر عنبر بھلا کیسے قید رہ سکتا تھا۔

اسے نوشہزادی عباسیہ کے لئے کچھ کھانے پینے کو لے جانا تھا جو غار کے اندر بھوکی پیاسی بیٹھی تھی۔ مگر اب وہ کسی پر اپنی طاقت ظاہر کئے بغیر وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔ قلعے میں جس جگہ اسے قید کیا گیا تھا یہ قلعے کی چھت پر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جس کے دروازے کے باہر تالا لگا تھا اور دو تاتاری سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ کوٹھڑی کے اوپر ایک روشندان تھا۔ جس میں سلاخیں لگی تھیں۔

عنبر نے اچھل کر روشندان کی سلاخوں کو پکڑ لیا اور اوپر چڑھ کر روشندان میں بیٹھ گیا۔ پھر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے لوہے کی ساری سلاخیں ایک ایک کر کے اکھاڑ
کر باہر پھینک دیں اور سر باہر نکال کر دیکھا۔
دوسری طرف دریا بہہ رہا تھا۔ اس نے دریا میں
چھلانگ لگا دی۔ وہ پانی میں نیچے تک اترتا چلا
گیا۔ پھر وہ پانی کی سطح پر آیا اور تیر کر دریا
کے دوسرے کنارے پر چلا گیا۔ دھوپ خوب تیز
نکلی ہوئی تھی اس نے دیکھا کہ دریا کے کنارے
سے تھوڑی دور ایک جگہ پر خیمہ لگا تھا۔ عنبر
قریب جا کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا اور
دیکھنے لگا کہ اس خیمے میں کون ہے۔ کچھ دیر وہاں
کھڑے رہنے کے بعد جب خیمے میں سے کوئی
باہر نہ نکلا اور آواز بھی کسی انسان کی سنائی نہ
دی تو عنبر دبے پاؤں پیچھے کی طرف سے خیمے کے
پاس آ گیا۔

اس نے خیمے کے نیچے جھک کر دیکھا۔ اندر کوئی
نہیں تھا۔ عنبر دوسری طرف سے خیمے میں آ گیا
یہاں مرتبان اور چمڑے کے تھیلے اور تیل کے
کپے پڑے تھے۔ یہ کوئی سٹور تھا۔ عنبر نے دیکھا
کہ وہاں خشک گوشت کے ٹکڑے۔ اخروٹ میوے

اور سوکھی خوبانیاں اور پانی سے بھرے ہوئے
چھوٹے مشکیزے بھی تھے۔ اس نے ایک تھیلے میں خشک میوے
بھرے اور پانی کا ایک مشکیزہ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا
اور خیمے سے نکل کر دریا سے ہٹ کر ریت کے ٹیلے کی
طرف دوڑ لگا دی۔

وہ بڑی تیزی سے دوڑتا ہوا ٹیلے والے غار
کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس کے سانس پھولنے کا سوال
ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ غار میں شہزادی عباسیہ
اس کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ عنبر نے خشک
میووں اور پانی کا مشکیزہ اس کے سامنے رکھ دیا اور
کہا۔

"یہ لو شہزادی۔ پانی بھی ہے اور خشک گوشت
اور خشک میوے بھی لے آیا ہوں۔"

شہزادی نے کہا "تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟ میں
تو فکر کرنے لگی تھی۔"

عنبر نے یونہی بہانہ بنا دیا۔ شہزادی نے پوچھا تمہارے
کپڑے کیوں گیلے ہیں اور یہ تاتاری سپاہی کی وردی
کب تک پہنے رہو گے؟"

عنبر نے کہا۔ دریا میں گھوڑا ڈوب گیا میں تیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر آ رہا ہوں۔"

شہزادی نے کہا:

تو پھر دوسرا گھوڑا اب کہاں سے آئے گا۔ ہمیں تو دو گھوڑوں کی ضرورت ہو گی۔

عنبر نے کہا،

اس کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔

شام کے وقت عنبر گھوڑے کی تلاش میں غار سے باہر نکل آیا۔ وہ دریا کنارے، ایک طرف جا رہا تھا کہ اسے ایک تاتاری سپاہی نظر پڑا جو گھوڑے کو پانی پلا رہا تھا۔ عنبر نے اس کے پاس جا کر اسے تاتاری انداز میں سلام کیا اور کہا۔

بھائی تم یہ گھوڑا مجھے دے دو۔ مجھے گھوڑے کی سخت ضرورت ہے۔

تاتاری سپاہی نے غصے سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم اس گھوڑے کے چاچے لگتے ہو۔

عنبر نے کہا: "ہاں بھائی میں اس گھوڑے کا چاچا لگتا ہوں۔ اور یہ گھوڑا تمہارا ماموں جان بھی لگتا ہے۔"

تاتاری سپاہی تلوار نکال کر عنبر کی طرف جھپٹا عنبر نے کہا۔

کیوں موت کو آواز دے رہے ہو۔ گھوڑا مجھے دے دو اور چلے جاؤ۔

تاتاری نے ایک نعرہ لگایا اور عنبر پر حملہ کر دیا عنبر نے اپنے ہاتھ پر اس کی تلوار کا وار روک لیا اور اس کے ہاتھ پر معمولی سا زخم بھی نہ آیا۔ تاتاری نے آنکھیں جھپکا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا۔

گھوڑے کے ماموں جان! اب بھی وقت ہے۔ واپس چلے جاؤ۔ گھوڑا مجھے دے دو۔"

مگر تاتاری سپاہی وحشی آدمی تھا۔ کچھ نہ سمجھ سکا اور عنبر پر تلوار پھینک کر نیزے کا وار کر دیا۔ اب عنبر کو بھی غصہ آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر تاتاری سپاہی کو جو اس سے دوگنا تھا دونوں ٹانگوں سے اٹھا کر سر اوپر لا کر گھمایا اور زور سے دریا میں پھینک دیا۔ تاتاری دریا میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر سر باہر نکال کر عنبر کی طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا اور جلدی جلدی دوسرے کنارے کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔

عنبر نے گھوڑے کی باگ تھامی۔ اس پر سوار ہوا اور اسے سرپٹ دوڑاتا غار کی طرف چل دیا۔ غار سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر لے جاکر اس نے گھوڑے کو دوسرے گھوڑے کے ساتھ باندھا اور کہا۔

شہزادی صاحبہ! گھوڑا ابھی آگیا۔

شہزادی خشک میوے کھاکر پانی پی رہی تھی۔ بولی۔

"بھائی! تم بھی کچھ کھالو۔ میں تو کھا چکی ہوں۔ ہمیں آج شام اندھیرا ہوتے ہی یہاں سے نکل جانا ہوگا۔

نکل جائیں گے۔ مگر مجھے ابھی بھوک نہیں ہے میں نے شہر میں بہت کچھ کھا لیا تھا۔

شام ہونے کے بعد جب اندھیرا چھا گیا تو شہزادی عباسیہ اور عنبر غار سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ کھانے پینے کی چیزیں عنبر نے شہزادی کے گھوڑے پہ رکھ دی تھیں۔ تاکہ اگر راستے میں کوئی حادثہ پیش آگیا تو کم از کم شہزادی کے پاس کھانے پینے کا سامان تو ہوگا۔

وہ آبنائے ہرمز کی طرف روانہ ہو گئے۔

رات کو وہ سفر کرتے اور دن کے وقت صحرا کی سخت گرمی اور تپش سے بچنے کے لئے کسی جگہ سائے میں آرام کرتے۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے جب چار راتیں گذر گئیں تو وہ آبنائے ہرمز کے سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ یہاں سے انہوں نے ایک بادبانی کشتیاں لیں

اور ملک یمن کے ساحل پہ اتر گئے۔ شہزادی عباسیہ بہت خوش تھی کہ وہ زندہ واپس یمن آگئی ہے۔ عنبر کو ساتھ لے کر وہ اپنے چچا شیخ قتال کی حویلی میں آگئی جو شہر سے باہر دو پہاڑیوں کے درمیان واقع تھی۔ شیخ قتال نے اپنی بھتیجی کو خوش آمدید کہا اور عنبر سے ہاتھ ملایا۔ پھر ان کے نہانے دھونے کا انتظام کیا اور دستر خوان پہ کھانا سجا دیا۔

شیخ قتال کی ایک آنکھ کانی تھی اور قد چھ فٹ تھا۔ کالی ڈاڑھی پہ گھنی مونچھیں تھیں۔ ناک عقاب کی چونچ کی طرح آگے مڑی ہوئی تھی۔ وہ گردن ٹیڑھی کر کے بات کرتا تھا۔ اس کی آواز میں کبھی کبھی سانپ کی سسکار سی سنائی دیتی تھی۔ یہ ایک پتھر دل انسان تھا اور کئی لوگوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر چکا تھا۔ بغداد پہ تاتاریوں کے قبضے کے بعد اس کی سلطنت بھی جاتی رہی تھی اور اب یمن کی ایک حویلی میں غریبی کے دن گذار رہا تھا۔ پھر بھی اس کے پاس یمن کے امیر کی جانب سے دی ہوئی تھوڑی سی زمین تھی جس پہ گذارہ ہو رہا تھا۔ لیکن شیخ قتال دولت حاصل کرنے کی فکر میں تھا تاکہ ایک بار پھر بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کر سکے۔ یمن کا ایک مشہور ساحر جو کالے علم کا ماہر تھا اس کا دوست تھا۔ اس کالے علم کے ماہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساحر کا نام حاطون تھا۔ حاطون نے شیخ قتال کو ایک بار بتایا تھا کہ یمن سے پچاس کوس دور ایک پہاڑی کے اندر سرنگ ہے۔ جہاں حضرت سلیمان کا سونے کا تخت ہے اس تخت پر بیٹھ کر جو خواہش کی جائے پوری ہو جاتی ہے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ اس تخت کی حفاظت دو چڑیل بہنیں کر رہی ہیں جو انسان کے خون کی پیاسی ہیں اور ان پر کوئی جادو اثر نہیں کرتا۔ اگر کسی انسان کو زہر پلا کر ان چڑیلوں کے آگے ڈال دیا جائے تو اس طرح سے چڑیلیں اس انسان کو کھا کر زہر کے اثر سے ہلاک ہو جائیں گی اور حضرت سلیمانؑ کے تخت پر قبضہ کر کے اپنی بادشاہ بننے کی خواہش کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

شیخ قتال اس فکر میں تھا کہ ایسا کون سا آدمی ہو سکتا ہے کہ جس کو زہر دے کر چڑیل بہنوں کے آگے ڈالا جائے کہ عنبر شہزادی عباسیہ کو لے کر اس کی حویلی میں آ گیا۔ شیخ قتال نے عنبر کو دیکھتے ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ اس نوجوان کو تخت سلیمان حاصل کرنے کے لئے قربان کر دیگا کیونکہ عنبر اس ملک میں اجنبی تھا اور اگر وہ گم بھی ہو گیا تو اس کے بارے میں نہ کوئی فکر کرے گا اور نہ پوچھے گا اور نہ تفتیش ہو گی۔

شیخ قتال نے اپنے کالے علم کے ماہر ساحر دوست حاطون

سے بات کی تو اس نے عنبر سے ملاقات کی۔ شیخ نے عنبر سے کہا

بیٹے عنبر، یہ حاطون ہے میرا گہرا دوست اور ساتھی عنبر کو حاطون میں کوئی خاص بات نظر نہ آئی سوائے اس کے کہ اس کا رنگ کالے علم کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہوا تھا اور چہرے پر نحوست برستی تھی۔ مگر حاطون نے اپنے کالے علم کی مدد سے اندازہ لگا لیا کہ یہ کوئی خاص آدمی ہے اور اس کو زہر پلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسی رات حاطون نے شیخ قتال کو کہا۔

"یہ عنبر نوجوان بڑا چالاک آدمی لگتا ہے۔

ہمیں اسے بے ہوش کر کے زہر دینا ہوگا۔

شیخ قتال نے کہا "کیا تم اسے کالے علم کے ذریعے بے ہوش نہیں کر سکتے؟

"کیوں نہیں" حاطون نے کہا "ہم ایسا ہی کریں گے"

جب شیخ قتال کے پاس عنبر کو تین چار دن گذر گئے تو اس نے کہا کہ اب وہ اجازت چاہتا ہے تاکہ واپس موصل جائے۔ شیخ قتال نے اسے مجبور کر کے ایک رات ٹھہرا لیا۔ اسی رات شیخ قتال نے حاطون سے کہا جو کرنا ہے آج رات ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ صبح عنبر چلا جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساحر حاطون نے ایک طلسم بنایا جو اتنا زبردست اور طاقتور تھا کہ اس کے حملے سے کوئی نہیں بچ سکتا تھا۔ سوائے تخت سلیمان کی چڑیلوں کے۔ کیونکہ وہ حضرت سلیمان کے طلسم کے اثر میں تھیں اور دنیا کا کوئی جادوگر انہیں جادو کے زور سے قابو نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سونے کے تخت کو حاصل کرنے کے لئے جو بھی سرنگ میں گیا دونوں چڑیل بہنوں نے اسے ہڑپ کر لیا یہ طلسم تانبے کی ایک چوکور پتری پر بنایا گیا تھا۔ جادوگر حاطون نے شیخ قتال سے کہا کہ اس طلسم کو عنبر کے پلنگ کے پائے کے نیچے دبا دیا جائے۔ جب آدھی رات گذر جائے گی تو وہ بے ہوش ہو چکا ہو گا۔ پھر ہم اسے زہر پلا دیں گے اور اٹھا کر تخت سلیمان کے غار میں لے جا کر چڑیلوں کے حوالے کر کے تخت پر قبضہ کر لیں گے۔

شیخ قتال نے طلسم لے کر عنبر کے پلنگ کے پائے کے نیچے دبا دیا۔ عنبر کو کچھ خبر نہیں تھی۔ نیند تو اسے آتی نہیں تھی اور نہ اسے نیند کی ضرورت تھی۔ مگر وہ پلنگ پر لیٹ گیا۔ آدھی رات کے قریب اسے محسوس ہونے لگا کہ اس کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو رہی ہیں۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر آنکھیں نہ کھلیں۔ اس نے پلنگ سے اٹھنے کی کوشش کی۔ وہ اس کوشش میں بھی کامیاب نہ ہوا پھر

اس پر غنودگی چھانے لگی —— اور وہ بے دم ہو کر بے ہوش ہو گیا۔

آدھی رات گذرنے کے بعد شیخ قتال حاطون کو ساتھ لے کر عنبر کے کمرے میں آیا۔ حاطون نے عنبر کو ہلایا جلایا۔ وہ بے ہوش تھا۔ حاطون نے شیخ قتال سے کہا۔

"تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا ہے۔ عنبر بے ہوش ہو چکا ہے۔ اب میں اسے وہ زہر پلاتا ہوں جو سب سے پہلے اسے ہلاک کرے گا اس کے بعد جب دو چڑیل بہنیں اسے کھائیں گی تو وہ بھی ہلاک ہو جائیں گی۔

شیخ قتال نے کہا: "جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو ہمارے پاس وقت کم ہے ہمیں راتوں رات اس نوجوان کو لے کر شہر سے نکل جانا ہے۔"

حاطون نے جیب سے زہر کی شیشی اور بانس کی چھوٹی نلکی نکالی۔ بانس کی نلکی اس نے عنبر کا منہ کھول کر اس کے حلق میں لگا دی اور اس کی مدد سے شیشی کا سارا زہر عنبر کے حلق میں انڈیل دیا۔ یہ زہر اس قدر خطرناک اور مہلک تھا کہ جب حاطون نے بانس کی نلکی عنبر کے حلق سے باہر کھینچی تو عنبر کے منہ سے زہر کی وجہ سے دھواں سا نکل رہا تھا۔

حاطون نے مکاری سے مسکرا کر شیخ قتال کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اب اسے اٹھا کر سلیمانی پہاڑی میں لے چلتے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حویلی کے پچھلے حصے میں درختوں کے پاس تین گھوڑے بالکل تیار تھے انہوں نے خاموشی سے عنبر کو اٹھا کر باہر نکالا۔ اسے گھوڑے پر ڈالا۔ خود دونوں دوسرے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سلیمانی پہاڑی کی طرف گھوڑے ڈال دیئے۔ رات کے اندھیرے میں وہ کھائیوں گھاٹیوں میں گھوڑے دوڑاتے تخت سلیمانی والی پہاڑی کے پاس پہنچ گئے۔

یہاں وہ اس سرنگ کے دہانے پہ آئے جس کے اندر جا کر کوئی زندہ انسان واپس نہیں آ سکا تھا۔ اس سرنگ کے اندر حضرت سلیمانؑ کا وہ سونے کا تخت تھا جس پہ بیٹھنے کے بعد آدمی جو بھی خواہش کرے پوری ہو جاتی تھی اور جس کی حفاظت دو چڑیلیں کر رہی تھیں۔

حاطون نے بے ہوش عنبر کو گھوڑے سے اتار کر نیچے رکھا اور شیخ قتال سے کہا۔

"یا شیخ! یہ نوجوان مر چکا ہے مگر عجیب بات یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کا سانس ابھی تک چل رہا ہے!"

شیخ نے کہا۔ کیا اس پہ زہر نے اثر نہیں کیا؟

حاطون بولا۔ "لگتا ایسا ہی ہے مگر زہر اس کے جسم میں پہنچ گیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس نوجوان کا اندرونی جسم بہت طاقتور ہو اور اسے مرنے میں کچھ دیر لگے۔ مگر زہر اس کے جسم میں موجود ہے جو چڑیلوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

شیخ قتال نے بے چینی سے کہا۔ "تو اسے اندر لے جا کر چڑیلوں کے حوالے کر دو۔"

حاطون بولا۔

"اس نوجوان کے جسم کی بو چڑیلوں کو اپنے آپ ابھی پہنچ جائے گی۔ اور وہ اُسے آواز دیں گی۔ پھر میں اسے لے جا کر سرنگ میں ڈال دوں گا۔"

وہ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ایک چڑیل کی آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز سرنگ کے اندر سے آ رہی تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے کسی گہرے کنوئیں میں سے نکل رہی ہو۔

میرے پیارے اندر آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

یہ چڑیل کی آواز تھی۔ موت کی آواز تھی۔ مگر اس میں بڑی ملائمت اور مٹھاس تھی۔ چڑیل نے انسانوں کی بو پا لی تھی اور اسے اندر بلا رہی تھی تاکہ اس کو ہڑپ کر جائے۔

حاطون نے کہا۔

"شیخ! تم پرے ہٹ کر دور گھوڑوں کے پاس چھپ جاؤ میں اسے اندر پھینک کر آتا ہوں۔"

شیخ قتال جلدی سے دور چلا گیا۔ حاطون نے عنبر کو اٹھا کر کاندھے پہ ڈالا۔ اور سرنگ کے اندر تھوڑی دور لے جا کر زمین پہ ڈالا اور بھاگ کر واپس آ گیا۔ وہ بھی شیخ قتال کے پاس آ کر پتھروں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابھی تھوڑی دیر بعد جب دونوں چڑیل بہنیں اس نوجوان کو کھا جائیں گی تو زہر کے اثر سے ان کی چیخیں سنائی دیں گی۔ اور پھر جب وہ بھی مر جائیں گی تو ہم سرنگ میں جا کر تخت سلیمان پر قبضہ کر لیں گے۔"

شیخ قتال بولا۔

"پھر میں تخت پر بیٹھ کر خواہش کروں گا کہ مجھے یمن کا بادشاہ بنا دیا جائے۔"

حاطون نے کہا۔ "ہاں۔ لیکن بادشاہ بننے کے بعد مجھے بھول نہ جانا دوست!"

شیخ قتال کہنے لگا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے تم میرے وزیر ہو گے۔"

رات پہلے سے زیادہ تاریک اور خاموش تھی۔ ایک بار دونوں چڑیل بہنوں کی آواز اور پھر سناٹی دی اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ حاطون نے کہا۔

"چڑیلوں نے عنبر کو دیکھ لیا ہے۔ اور اب اسے کھا رہی ہیں۔

سرنگ کے اندر عنبر زمین پر بے ہوش پڑا تھا۔ زہر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا مگر سلیمانی طلسم کی وجہ سے اسے ہوش نہیں آ رہا تھا۔ سرنگ میں گھپ اندھیرا تھا۔ اس گھپ اندھیرے میں تخت سلیمان کے پیچھے سے دو سبز رنگ کی آنکھیں چمک اٹھیں دونوں چڑیل بہنیں تھیں جو اس تخت سلیمان کی حفاظت

پر رکھی گئی تھیں۔

انہوں نے ایک انسان کی بُو پالی تھی جو ان کے بہت قریب سے آ رہی تھی۔ وہ شکاری جانوروں کی طرح تخت کے پیچھے سے نکل کر اس جگہ آگئیں جہاں عنبر زمین پر بے ہوش پڑا تھا دونوں چڑیلوں کے بال کھلے تھے۔ پاؤں پیچھے کو مڑے ہوئے تھے سارے جسم پر بال تھے۔ آنکھیں سبز تھیں اور دانت لمبے لمبے تھے انگلیوں کے ناخن خنجروں کی طرح نکلے ہوئے تھے۔

عنبر کے پاس آ کر انہوں نے جھک کر دیکھا۔ پھر سسکاروں میں آپس میں کچھ کہا اور ایک ڈراؤنی پھنکار مار کر دونوں چڑیلوں نے عنبر کے جسم کو کھانے کے لئے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ پہلے عنبر کا گلا کاٹ کر اس کا خون پی جانا چاہتی تھیں۔ لیکن اب ایک انوکھی بات چڑیل بہنوں نے دیکھی۔ جونہی ان کے ناخن عنبر کی گردن سے ٹکرائے ان کے ناخن ٹوٹ گئے۔ اور عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔ عنبر کی آنکھوں میں اس کی ساری طاقت روشنی کی مقناطیسی لہریں بن کر نکل رہی تھی۔ یہ لہریں چڑیل بہنوں پر پڑیں تو ایکدم زمین پر گر پڑیں اور عنبر کے آگے سجدہ کر دیا۔

عنبر دونوں چڑیلوں کو اندھیرے میں صاف دیکھ رہا تھا وہ سمجھ گیا کہ وہ چڑیلیں ہیں اور اس سے فریب ہوا ہے اسے اپنے حلق میں زہر کا تلخ ذائقہ بھی محسوس ہو رہا تھا عنبر نے چڑیلوں سے پوچھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم یہاں غار میں کیا کر رہی ہو؟"

ایک چڑیل نے کہا۔ ہم حضرت سلیمانؑ کے تخت کی حفاظت کرتی ہیں اور جو کوئی اسے چرانے کے لئے یہاں آتا ہے اسے زندہ ہڑپ کر جاتی ہیں۔ مگر آپ کی طاقت کا ہمیں علم ہو گیا ہے۔

دوسری چڑیل نے کہا۔ ہمیں یہ بھی علم ہو چکا ہے کہ آپ کو دو آدمی زہر پلا کر یہاں چھوڑ گئے تاکہ ہم آپ کو کھا کر مر جائیں اور وہ تخت سلیمان پر قبضہ کر لیں۔"

عنبر ساری بات سمجھ گیا۔ شیخ قتال نے اپنے ساتھی جادوگر سے مل کر اسے قربانی کا بکرا بنایا ہے۔ اس نے کہا

"میرے دونوں قاتل یقیناً باہر ہوں گے۔ تم ان کو جا کر دیکھو ان کے گناہ کی انہیں سزا دو۔

چڑیلوں نے کہا:

عنبر! وہ ہم سے بچ کر واپس نہیں جائیں گے تمہیں ابھی ان کی چیخوں کی آواز سنائی دے گی۔"

اور دونوں چڑیلیں سرنگ میں سے باہر نکل گئیں۔

شیخ قتال اور حاطون پتھروں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے اور چڑیلوں کی چیخوں کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ان کے دونوں گھوڑے ڈر کر بدکے اور درخت سے بندھا ہوا رسا تڑانے کی کوشش کرنے لگے انہیں اندھیروں میں چڑیلوں

کے آنے کا احساس ہو گیا تھا۔ حاطون بھی جان گیا کہ کوئی ہوائی روح قریب آ رہی ہے جبھی یہ گھوڑے ڈر گئے ہیں اس نے شیخ سے کہا۔

شیخ! چڑیلیں شاید باہر نکل آئی ہیں۔

یہاں سے بھاگو"

وہ جلدی سے اٹھے اور گھوڑے کھولنے لگے۔ اتنے میں اندھیرے میں سے دو عورتیں نکل کر آئیں۔ ان میں سے ایک کی شکل شہزادی عباسیہ کی اور دوسری کی شکل حاطون کی بیوی کی تھی۔ دونوں آنکھیں پھاڑے ان کو تکنے لگے کہ یہ آدھی رات کو اس جنگل میں کہاں سے آگئیں۔ شہزادی عباسیہ اور حاطون کی بیوی بڑھیں۔ عباسیہ نے شیخ قتال سے کہا۔

"چچا جان آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں آگئے تھے"

حاطون کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا۔

میرے سرتاج! آپ گھر چلئے آپ کے بغیر گھر مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔

حاطون نے چلا کر کہا۔ شیخ قتال! ان کے قریب میں نہ آنا۔ نہ تمہاری بہن ہے نہ میری بیوی ہے۔ یہ دونوں چڑیلیں ہیں۔ یہاں سے بھاگ نکلو۔

مگر ان سے گھوڑے پہلے ہی ڈر کر بھاگ گئے تھے۔ یہ ایک طرف کو پیدل ہی دوڑے تو شہزادی عباسیہ اور حاطون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی بیوی نے کایا پلٹ لی اور پھر اسے سبز آنکھوں اور الٹے پیروں والی چڑیلیں بن گئیں اور دل ہلا دینے والی چیخ مار کر ان کی طرف بڑھیں۔ ان چڑیلوں کی دہشت کچھ ایسی تھی کہ شیخ قتال اور حاطون کے قدم وہیں من من بھاری ہو گئے اور وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکے۔ چڑیل بہنوں نے منہ سے طرح طرح کی بھیانک آوازیں نکالتے ہوئے آگے بڑھ کر دونوں کی گردنیں دبوچ لیں اور ان کی شہ رگیں کاٹ کر ان کا خون پینے لگیں۔

شیخ قتال اور حاطون ان کی گرفت میں بے جان خرگوشوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے۔ چڑیلوں نے ان کا سارا خون پی کر انہیں زمین پر پھینک دیا اور پھر واپس سرنگ میں عنبر کے پاس آگئیں۔ عنبر سلیمانؑ کے سونے کے تخت کے پاس کھڑا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ چڑیلوں نے اسے بتایا کہ انہوں نے دونوں قاتلوں سے اس کے قتل کا بدلہ لے لیا ہے۔ عنبر نے تخت کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

ظلم کرنے والا اپنے انجام کو ضرور پہنچتا ہے برائی کرنے والے کو ایک نہ ایک دن اس کی برائی کی سزا مل کر رہتی ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ اس سونے کے تخت کی تم کب تک حفاظت کرتی رہو گی"

چڑیل بولی: ایک ہزار برس کے بعد ہم اس تخت کو واپس یروشلم کے ہیکل اعظم کے تہہ خانے میں پہنچا دیں گی اس وقت

تک ہمیں اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔

عنبر نے کہا۔

سنا ہے جو اس پر بیٹھ کر جو کوئی خواہش کی جائے پوری ہوتی ہے"

چڑیل نے جواب دیا"

آپ نے ٹھیک سنا ہے عنبر — لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ یہ سلیمانی تخت اپنے اوپر بیٹھنے والے کی بجائے جو اس کے جی میں آتا ہے کرتا ہے اس پر بیٹھ کر خواہش کا اظہار کرنے والے کو یہ خطرہ بھی مول لینا پڑتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

"میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں"

اور یہ کہہ کر عنبر سلیمانی تخت پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"اے سلیمانی تخت! میری خواہش ہے کہ تو مجھے ناگ ماریا اور کیٹی میں سے کسی کے پاس پہنچا دے۔

عنبر کے منہ سے ان الفاظ کے نکلتے ہی ایک دھواں سا بادل کی طرح غار میں بادل کی شکل میں ابھرا اور تخت کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

جب دھوئیں کا بادل چھٹ گیا اور روشنی ہوئی تو عنبر نے دیکھا کہ نہ وہ غار ہے نہ وہ تخت سلیمانی ہے اور نہ وہاں چڑیل بہنیں ہیں۔ اس کی بجائے ان کی چمکیلی روشنی پھیلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی ہے۔ اور وہ دو منزلہ ایک منزلہ مکانوں کے درمیان ایک پرانے بازار میں سے اس حالت میں گذر رہا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر بندھی ہے اور اسلحہ پوش سپاہی جو پرانے زمانے کے لگتے ہیں اسے کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ یا خدا! یہ میں کہاں سے کہاں آگیا ہوں؟ عنبر نے سوچا۔

لیکن وہ جان گیا تھا کہ وقت نے پیچھے کو ایک اور چھلانگ لگائی ہے اور وہ کسی دوسرے ملک میں نکل آیا ہے۔ سپاہیوں کی لوہے کی ڈھالوں اور سر پر رکھے پیتل تانبے کی ٹوپیوں سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ رومن بادشاہوں کے دور میں پہنچ چکا ہے اور کسی جرم کی سزا میں اسے قتل کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ بازار میں ایک جگہ لوگوں کی بھیڑ لگی تھی لباس سے وہ یہودی لگتے تھے اس بھیڑ کے درمیان ایک نورانی شکل کا لمبے سنہری بالوں اور چمکیلی نیلی آنکھوں والا جوان آدمی جس نے اپنے جسم کے گرد ہرن کی کھال لپیٹ رکھی تھی اپنا لکڑی کی لاٹھی والا ہاتھ اٹھائے تقریر کر رہا تھا۔ الفاظ اس کے ہونٹوں سے بڑے دبدبے اور جلال کے ساتھ نکل رہے تھے۔ جو کوئی سنتا وہیں رک جاتا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا

"اے جوڈیا کے لوگو! وقت آگیا ہے اور خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اب بھی تم برائی سے توبہ کر لو۔ ابھی تو یہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ خدا کے آگے اپنے سر عاجزی

سے جھکا دو۔ جھوٹ مت بولو۔ بددیانتی نہ کرو۔ انسانوں کا ناحق خون نہ بہاؤ۔ ملاوٹ نہ کرو۔ ہمسایوں کو دکھ نہ دو اپنی نگاہوں اور دلوں کو پاکیزہ کرو۔ کسی کے بارے میں برا خیال دل میں نہ لاؤ۔ اگر تم نے ظلم سے توبہ نہ کی تو توبہ کا دروازہ تم پر بند کر دیا جائے گا اور پھر خدا کا وعدہ پورا ہو گا اور زمین پھٹ پڑے گی اور یہ گناہوں کی بستی اپنے گناہگار انسانوں کو ساتھ لے کر اس میں غرق ہو جائے گا میں نبی یوحنا تمہیں نیکی اور سچائی کی دعوت دیتا ہوں۔"

عنبر زنجیروں میں جکڑا سپاہیوں کے ساتھ جب وہاں سے گزرا تو اس خدا کے نیک انسان یوحنا نے عنبر کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور پھر سپاہیوں سے کہا۔

اے رومن سپاہیو! تم نہیں جانتے کہ تم کس آدمی کو قتل کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ تمہاری مثال اس احمق کی سی ہے جو پانی میں آگ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔ یہ آدمی ابھی نہیں مر سکتا۔ اسے خدا کے حکم سے ایک لمبی مدت کیلئے موت سے آزاد کر دیا ہے۔

سارے لوگ اور سپاہی ہنسنے اور قہقہے لگانے لگے۔ ایک بولا۔

"لو۔ یہ بھی سن لو۔ بھلا اس دنیا میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جسے موت نہ آئے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں نے عنبر کو ایک کوڑا زور سے مارا اور اسے دھکیلتے ہوئے آگے لے گئے۔ عنبر نے گردن گھما کر دیکھا نبی یوحنا اپنی نیلی چمکیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عنبر کو سپاہیوں کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ رومن علاقہ میں پہنچ چکا ہے اور یہ بستی جوڈیا نام کی فلسطینی بستی ہے جس پر رومن گورنر ہیروڈ کی حکومت ہے اور اس کی بیٹی کا نام سلومی شہزادی ہے اور یہ نیلی آنکھوں اور نورانی شکل والا جوان نبی یوحنا ہے جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ عنبر اس کے خدا کے سچے نبی ہونے پر ایمان لے آیا تھا۔ کیونکہ اس نے عنبر کے دل کا حال معلوم کر لیا تھا اور اس کے بارے میں ٹھیک ٹھیک باتیں بیان کر دی تھیں۔ ورنہ عنبر کے بارے میں کسی کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ مر نہیں سکتا (خدا کے حکم سے)۔ عنبر اب یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ رومن سپاہی اسے کہاں لئے جا رہے ہیں اور اس کو کس طرح قتل کرتے ہیں۔

سپاہی عنبر کو ایک چھوٹے سے ٹیلے پر لے گئے اور اسے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کو زمین میں گڑی ہوئی لوہے کی میخوں کے ساتھ زنجیر سے باندھ کر اس کے سینے پر پتھر کی بھاری سل رکھ دی اور چلے گئے۔ کسی بھی عام آدمی کو اگر اس طرح زمین پر زنجیروں سے جکڑ کر اس

کے اوپر پتھر کی بھاری سل رکھ دی جاتی تو وہ بھوک پیاس اور پتھر کے بوجھ سے شام ہونے سے پہلے پہلے مر جاتا۔ مگر عنبر زندہ رہا۔ اس کے باوجود وہ شام تک وہیں لیٹا رہا تاکہ اندھیرا ہو جائے تو پھر وہاں سے جائے ایک رومن سپاہی تھوڑی دور بیٹھا پہرہ دے رہا تھا وہ عنبر کی موت کا انتظار کر رہا تھا جو ابھی اس کے نصیب میں نہیں لکھی گئی تھی۔

جب شام کا اندھیرا پھیل گیا تو سپاہی اٹھ کر یہ دیکھنے عنبر کے قریب آیا کہ وہ ابھی مرا ہے کہ نہیں۔ عنبر نے آنکھیں بند کر کے گردن ایک طرف یوں ڈال دی جیسے مر گیا ہو۔ رومن سپاہی نے عنبر کو غور سے دیکھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے کیونکہ پتھر کی سل کے سات من بوجھ تلے کوئی انسان اتنی دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ رومن سپاہی ٹیلے سے اتر کر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد عنبر نے اپنے ہاتھوں کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ سینے پر سے پتھر کی سل کو پرے پھینکا۔ پاؤں آزاد کئے اور ٹیلے سے اتر کر دوسری طرف وادی میں آ گیا۔ دور جوڈیا کی بستی کے مکانوں میں چراغوں کی روشنیاں ہو رہی تھیں۔ اچانک عنبر کو نبی یوحنا کی آواز آئی۔ اے جوڈیا کے لوگو! برائیوں سے توبہ کرو۔ توبہ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دروازہ بند ہونے والا ہے۔

آواز آئی دریا کی طرف سے تھی۔ عنبر دریا کی طرف چل پڑا

○

- شہزادی سلومی نے ینی یوحنا کا سر کاٹ کر لانے کا حکم دیا تو کیا ہوا؟
- عنبر کے ساتھ اس ظالموں کی رومن بستی میں کیا گذری؟
- ناگ اور کیٹی نے شہنشاہ سائرس کے آتش کدے (مندر) سے ماریا کو کس طرح آزاد کرایا اور پھر ان کی عنبر سے کہاں اور کن انوکھے اور حیرت انگیز حالات میں ملاقات ہوئی؟
- یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی واپسی کی اگلی قسط انسانی سر والا چمگادڑ میں پڑھیں گے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا

مصنف: اے۔ حمید

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

۱۔ لاش سے ملاقات ۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا ۵/-
۳۔ مندر کی چڑیل ۵/-
۴۔ پُراسرار غار کی مورتی ۵/-
۵۔ ناگ لندن میں ۵/-
۶۔ تابوت میں سانپ ۵/-
۷۔ موت کا دریا ۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام ۵/-
۹۔ سانپ کی آواز ۵/-
۱۰۔ ناگ کا قتل ۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ۵/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ ۵/-
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت ۵/-
۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ ۵/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ۵/-
۱۶۔ انسانی بلی ۵/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل ۵/-
۱۸۔ ماریا اور بن مانس ۵/-
۱۹۔ قبر نما انسان ۵/-
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام ۵/-
۲۱۔ ناگ اور جادو کی ترشول ۵/-
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ ۵/-
۲۳۔ لاش کی چیخ ۵/-
۲۴۔ آسیب کی رات ۵/-
۲۵۔ ۹۹ سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر) ۱۵/-

۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۵/-
۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ ۵/-
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش ۵/-
۲۹۔ بابل کی بدروحیں ۵/-
۳۰۔ قبر کی دلہن (خاص نمبر) ۷/۵۰
۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان ۵/-
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ ۶/-
۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت ۶/-
۳۴۔ مُردوں کی شہزادی ۶/-
۳۵۔ سانپوں کا دربار ۶/-
۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ ۶/-
۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری ۶/-
۳۸۔ کٹا ہُوا زندہ ہاتھ ۶/-
۳۹۔ عنبر لاہور میں ۶/-
۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر) ۱۳/-
۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا ۶/-
۴۲۔ رات کا کالا کفن ۶/-
۴۳۔ کھنڈرات کی بدروحیں ۶/-
۴۴۔ ممباطوش اور ناگ ۶/-
۴۵۔ ماریا سونے کی مورتی ۶/-
۴۶۔ ناگ غائب ہوگیا ۷/۵۰
۴۷۔ خون کی آبشار ۷/۵۰
۴۸۔ شیشے کی آنکھ پتھر کا دل ۷/۵۰
۴۹۔ خونی لومڑی ۷/۵۰
۵۰۔ کھوپڑیوں کا محل (گولڈن جوبلی نمبر) ۱۵/-

۵۱۔ ماریا بوتل میں بند ہوگئی ۷/۵۰
۵۲۔ خون کی پیاس ۷/۵۰
۵۳۔ ناگ اور سپر مین ۷/۵۰
۵۴۔ پتھریلی آنکھ والا جاسوس ۷/۵۰
۵۵۔ ناگ اور ناگن زنگامتی ۷/-
۵۶۔ چار پُراسرار سپیرے ۷/-
۵۷۔ امبا دیوی کی مورتی ۶/-
۵۸۔ خفیہ منتر کی تلاش ۷/-
۵۹۔ موت کا وعدہ ۷/۵۰
۶۰۔ اور قبر کھل گئی ۷/۵۰
۶۱۔ لاش کا دوسرا جنم ۶/-
۶۲۔ ماریا قتل ہوگئی ۷/-
۶۳۔ خالی تابوت یاقوتی سانپ ۶/-
۶۴۔ ماریا اور ممی کی لاش ۷/۵۰
۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ ۷/۵۰
۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-
۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۷/۵۰
۶۸۔ کیٹی پھانسی کے تختے پر ۷/۵۰
۶۹۔ عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا ۶/-
۷۰۔ دیوی روشنک کے اژدہا ۷/-
۷۱۔ عنبر کا سر کٹ گیا ۷/۵۰
۷۲۔ چنگیز خان لاہور میں ۱۰/-
۷۳۔ دیوتا قلام پر قربان کردو ۷/۵۰
۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی ۷/۵۰
۷۵۔ روح اور سانپوں والے بہن بھائی (نمبر) ۱۵/-

۷۶۔ ماریا انارکلی میں /۵۰
۷۷۔ قبر، مرتبان اور ہڈیاں ۷/۵۰
۷۸۔ سیاہ کفن پوش بلا
۷۹۔ پُراسرار فرعون کا ڈھانچہ
۸۰۔ طلسمی تختی اور سانپوں کا غار
۸۱۔ قفل والا پُراسرار چہرہ
۸۲۔ ڈاکو سپاٹا اور رعابدہ کا پتلا
۸۳۔ روتی آنکھوں والا چراغ
۸۴۔ کھوپڑی پر جلتی موم بتی
۸۵۔ زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت
۸۶۔ رشی بال کی روح اور بن مانس
۸۷۔ اژدہا اور عیار پجاری
۸۸۔ انسانی سر والا چمگادڑ
۸۹۔ شرطوم سپیرا اور مہاناگ
۹۰۔ خوفناک سمندری آنکھ
۹۱۔ ناگن مجھے کاٹو
۹۲۔ نقلی ماریا
۹۳۔ جاسوس سانپ
۹۴۔ سامری کے اژدہا
۹۵۔ سمندری جوگن
۹۶۔ عنبر، ناگ، ماریا کراچی میں
۹۷۔ عنبر ناگ کو قتل کردو

نیا مکتبہ اقراء: ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸